بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, November 6, 1991

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Madam Deputy Chairman (Dr. Noor Jehan Panezai) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QURAN

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ
بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ
إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٦٥﴾

[ترجمہ : اور وہی تو ہے جس نے زمین میں تم کو اپنا نائب بنایا اور ایک دوسرے کے درجے بلند کئے تاکہ جو کچھ اس نے تمہیں بخشا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ بے شک تمہارا پروردگار جلد حساب لینے والا ہے اور وہ بے شک بخشنے والا مہربان بھی ہے۔]

QUESTIONS AND ANSWERS

میڈیم ڈپٹی چیئرمین : وقفہ سوالات۔ سوال نمبر 71

71. ***Syed Abdullah Shah:** Will the Minister for Law and Justice be pleased to state the number of cases registered and disposed of by different Drugs Courts from 1988 to 1990, indicating also the names and addresses of the persons/manufacturers against whom these were registered?

بسم اللہ الرحمن الرحیم

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, November 6, 1991

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Madam Deputy Chairman (Dr. Noor Jehan Panezai) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QURAN

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ
بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ
إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۶۵﴾

[ترجمہ : اور وہی تو ہے جس نے زمین میں تم کو اپنا نائب بنایا اور ایک دوسرے کے درجے بلند کئے تاکہ جو کچھ اس نے تمہیں بخشا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ بے شک تمہارا پروردگار جلد حساب لینے والا ہے اور وہ بے شک بخشنے والا مہربان بھی ہے۔]

QUESTIONS AND ANSWERS

میڈیم ڈپٹی چیئرمین : وقفہ سوالات۔ سوال نمبر 71

71. ***Syed Abdullah Shah:** Will the Minister for Law and Justice be pleased to state the number of cases registered and disposed of by different Drugs Courts from 1988 to 1990, indicating also the names and addresses of the persons/manufacturers against whom these were registered?

Ch. Abdul Ghafoor:

S. No.	Name of the Court	Year	No. of cases registered	No. of cases disposed of	Name & addresses of persons/ manufacturers against whom cases were registered
1.	Drug Court, Karachi.	1988	21	6	List at Annex-I.
	—do—	1989	15	1	—do—
	—do—	1990	—	—	—do—
2.	Drug Court, Lahore.	1988	854	719	List at Annex-II.
	—do—	1989	372	278	List at Annex-III.
	—do—	1990	379	282	List at Annex-IV.
3.	Drug Court, Peshawar.	1988	32	28	List at Annex-V.
	—do—	1989	45	21	List at Annex-VI.
	—do—	1990	49	2	List at Annex-VII.

(Annexures have been placed in the Senate Library).

سید عبداللہ شاہ : کوئی ضمنی سوال نہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اگلا سوال نمبر 73۔

73. ***Syed Abdullah Shah:** Will the Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to codify the Privileges of the members of the Parliament?

Ch. Amir Hussain: The matter is under consideration.

Syed Abdullah Shah: Will the honourable Minister state as to how long it will take him to consider this matter.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : چوہدری امیر حسین صاحب !

چوہدری امیر حسین : اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ جو Previous Cabinet meeting ہوئی تھی اس میں یہ under consideration آیا تھا اور وہاں یہ suggest کیا گیا تھا کہ چونکہ پہلے موجود ہیں لہٰذا اس کی مزید ضرورت نہیں۔ میری اس پر گزارش ہے کہ اس کو expedite کرنے کے لئے اصولاً میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ پریویلیجز codified ہونے چاہئیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ دونوں

ایوانوں کی ایک privileges Committee بنا دی جائے جو ہمیں باقاعدہ ان کی codification کر کے دے اور پھر ہم اس کو legislate کر لیں۔

Syed Abdullah Shah: My question was how long it will take the Minister to codify or prepare suggestions or prepare the draft?

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ انہیں یہ بتائیں کہ How long it will take?

چوہدری امیر حسین : جو جواب آیا ہے میں اس کی پہلے وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد یہ معاملہ سامنے آ جائے گا۔

"It is under consideration".

یہ جواب دیا گیا ہے۔

اس کی background یہ ہے کہ جو پچھلی حکومت تھی اس کے سامنے یہ معاملہ پیش ہوا اور کیبنٹ کی ایک کمیٹی بنائی گئی۔ اس میں تین وفاقی وزراء تھے۔ ایک سابقہ وزیر قانون بھی اس کے ممبر تھے۔ انہوں نے فیصلہ کیا

The consensus evolved by the Committee was that the formal codification of the privileges of members of Parliament was not necessary.

انہوں نے اپنی یہ رائے دی۔ ہم نے جب اپنی حکومت میں اس کو examine کیا تو ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ codification کی ضرورت ہے اور ہم اس کو consider کر رہے ہیں کہ codification کس طرح کرنی ہے۔ اس کے لئے اب حکومت کی طرف سے تجویز ہے کہ چونکہ both the Houses کے جو معزز اراکین ہیں ان کے چونکہ privileges determine ہونے ہیں اس لئے دونوں ایوانوں کی ایک مشترکہ کمیٹی بنا دی جائے یہ کمیٹی جو of the National Assembly and the Senate privileges propose کرے کہ یہ یہ ہونے چاہئیں، گورنمنٹ ان کو لیجسلیٹ کر دے گی، codify کر دے گی۔ جب یہ رپورٹ آ جائے گی اسے فوراً پاس کر دیں گے۔

سید فصیح اقبال : ضمنی سوال۔ بات یہ ہے کہ میں وزیر صاحب کی اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں کہ جائنٹ کمیٹی ہو لیکن یہ کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ جب یہ لوگ منتخب ہو کر آتے ہیں تو اپنے ہی privileges کو کابینہ کمیٹی کے حوالے سے، دس دس سال

delay کرتے ہیں۔ اس کے بعد پھر یہی ہوتا ہے جو 1985ء کے بعد ریٹائر ہونے والے Parliamentarians کے ساتھ ہوا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ ایسے کاموں میں حکومت کی اتنی سرد مہری ہے جس کی وجہ سے صبح شام یہی جھگڑا ہوتا ہے کہ Parliamentarians کے privileges کیا ہیں۔ آج ممبروں کے Salary Bill کا یہ عالم ہے کہ 1986ء سے یہ بل pending پڑا ہوا ہے یہ اس لئے pending پڑا ہوا ہے کہ لوگ شور کرتے ہیں۔ یعنی بجلی کے نرخ بڑھ گئے، ٹیلی فون نرخ بڑھ گئے۔ لیکن یہ بل پیش نہیں ہوا۔ دوسرا ہمیں یہ بھی بتائیں کہ کیا اس بل میں کوئی ایسی provision ہے یا اتھارٹی ہے کہ اگر اس بل میں کوئی ترمیم کی ضرورت ہے تو حکومت یہ از خود کر سکے جس طرح سے سپریم کورٹ کے ججوں اور صدر کی تنخواہوں کے بل کے بارے میں کیا گیا ہے۔ اس لئے مجھے یہ بتائیں کہ آخر یہ بل اسمبلی میں تنخواہوں کے لئے ہی کیوں پیش کیا جائے بلکہ چاہئے تو یہ ہے کہ اس کا اختیار بھی Privileges Committee کو ہونا چاہیئے تاکہ یہ معاملہ بھی ان کے دائرہ اختیار میں آئے۔

چوہدری امیر حسین : محترمہ چیئرپرسن صاحبہ ! میں نے گزارش کی تھی کہ 88ء سے لے کر 90ء تک جو گورنمنٹ تھی ....

Mr. Hasan A. Shaikh: We are not concerned with that.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ یہ بتائیں کہ آپ اس سلسلے میں کیا کر رہے ہیں ؟

چوہدری امیر حسین : میں گزارش کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے دور میں اس معاملہ کو ٹیک اپ کیا۔

Mr. Hasan A. Shaikh: So what?

چوہدری امیر حسین : میری گزارش سن لیں پہلے۔ انہوں نے یہ قرار دیا کہ ان کی codification کی ضرورت نہیں ہے۔ اب ہم نے اس کو consider کیا ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ اس کی ضرورت ہے۔ بجائے اس کے گورنمنٹ پہلے تجاویز مرتب کرے اور اس سے بہتر ہے کہ ایک کمیٹی بنا دی جائے جو privileges کے متعلق تجاویز دے۔ جونہی یہ رپورٹ ہمارے پاس پہنچے گی اسی وقت آنریبل اراکین کے privileges کی codification کے لئے سینٹ یا نیشنل اسمبلی، جس کا اجلاس بھی ہو رہا ہو گا، اس میں

بطور بل اس کو for the codification منظوری کے لئے پیش کر دیں گے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: ضمنی سوال۔ جناب حسن اے شیخ صاحب !

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, is it a fact that the question of privileges of this House on the same basis as the question of privileges of the members of the National Assembly has already been referred to the Prime Minister and the file is lying there for the last one year on Prime Minister's table?

Madam Deputy Chairman: Ch. Amir Hussain Sahib.

چوہدری امیر حسین: اس میں salaries and privileges کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی اور جب اس کمیٹی کی رپورٹ پیش ہوئی تو اس میں وزیر خزانہ ' وزیر برائے قدرتی وسائل اور میں بھی موجود تھا اس کو re-consider کیا گیا اور جو تجاویز آئی تھیں وہ ہمارے خیال کے مطابق درست نہیں تھیں۔ لہٰذا privileges and salaries of the members of the Parliament and other Ministers and Chairman and Speaker. تمام کا جائزہ لیا۔ اور for approval وہ سمری کابینہ کو بھیجی گئی ہے کیونکہ جو بھی بل کسی ایوان میں پیش کرنا ہوتا ہے اس کے لئے کیبنٹ کی منظوری ضروری ہوتی ہے۔ کیبنٹ میں کوئی بل for approval بھیجنے کے لئے پہلے وزیر اعظم صاحب کو for approval to be placed before the Cabinet بھیجا جاتا ہے۔ وہ بھیجا ہوا ہے۔

جناب عالم علی لالیکا: جناب چیئرمین صاحبہ! میں پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ کیا وزراء کے جو privileges ہیں ان کی codification ہوئی ہے یا نہیں۔ اگر وزراء کی ہوئی ہے تو ممبران پارلیمنٹ میں سے ہی وہ وزراء ہوتے ہیں تو ممبران پارلیمنٹ کی codification کیوں نہیں ہوئی ؟

چوہدری امیر حسین: جناب والا! جیسا میں نے پہلے گزارش کی کہ Privileges Salaries Act ایک موجود ہے وہ فیڈرل منسٹرز کا علیحدہ ہے ممبرز پارلیمنٹ کا علیحدہ ہے۔ لیکن بعض ایسے privileges ہیں جو کہ specifically اس میں mention نہیں کئے گئے۔ پھر کسی وقت کوئی موشن آتی ہے تو ہمیں پھر کوئی مثال یا اتھارٹی

وغیرہ لینا پڑتی ہے' اس حد تک میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ وزیر بنیادی طور پر پارلیمنٹ کا ممبر ہوتا ہے اور وزراء کے لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ چونکہ فیڈرل منسٹرز اور ممبرز پارلیمنٹ کا علیحدہ ایک ایکٹ موجود ہے Privileges Salaries Act لیکن اس کے علاوہ بھی اس میں بہت سی ترامیم کی ضرورت ہے اور نئے privileges جو کہ specifically mention نہیں ان کی codification ضروری ہے اس لئے میں کہتا ہوں بجائے اس کے گورنمنٹ بنائے ہم کہتے ہیں کہ ہم خود کیوں نہ بنائیں ہم ساورن باڈی ہیں پارلیمنٹ کے ممبرز ہیں ہم خود بنائیں اور گورنمنٹ کو دیں کہ یہ کریں۔ یہ بات تو میرے خیال ہیں appreciate ہونی چاہیئے۔

Mr. Hasan A. Shaikh: I think, they only want to kill the time because the Committee's summary is lying with the Prime Minister.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : یہ important ہے۔ جی ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب۔

Dr. Basharat Elahi: Thank you Madam Chairman

آج اس حکومت کا birthday ہے یا anniversary ہے

Today is their anniversary as twelve months have been passed since they have come into power.

میرا خیال ہے کہ ہم سب ان کی پہلی سالگرہ پر ان کو مبارکباد دیں۔

(مداخلت)

ڈاکٹر بشارت الٰہی : صرف میں آپ کو یاد دہانی کروا رہا ہوں کہ ان کو آئے ہوئے ایک سال ہو گیا ہے اور یہ جو آپ کے privileges ہیں they are under consideration لیکن جیسے وزیر صاحب نے کہا کہ چلیں ابھی ہم اسی سے شروع کر دیتے ہیں۔ ہم چیئرمین سینٹ اور سپیکر اسمبلی سے درخواست کریں گے کہ یہ دونوں ایک مشترکہ کمیٹی تشکیل دے دیں who should finalize this issue یہ میری تجویز ہے۔

چوہدری امیر حسین : ٹھیک ہے جی۔

Mr. Hasan A. Shaikh: Madam Chairman, the answer to my question has not been given. I asked whether it is a fact that a summary is lying with the Prime Minister for the last one year? He did not answer that question. Please ask him to answer the question.

Madam Deputy Chairman: Chaudhary Amir Hussain.

چوہدری امیر حسین : جناب یہ بات درست نہیں ہے۔

جناب حسن اے۔ شیخ :۔ کہاں تک درست نہیں ہے بھائی ؟

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب بوستان علی خان ہوتی صاحب !

جناب بوستان علی خان ہوتی: جناب ! ضمنی سوال میں وزیر موصوف سے یہ کہوں گا کہ کیا یہ صحیح ہے فنانس منسٹر، سرتاج عزیز صاحب کا نام لے کر میں پوچھ رہا ہوں کہ وزیر اعظم نے انہیں منع کیا ہے privileges کے لئے ؟

چوہدری امیر حسین : محترمہ ! پہلی بات تو یہ ہے کہ فنانس منسٹر صاحب کو اگر منع کیا ہے تو چونکہ وہ موجود نہیں ہیں.................

جناب بوستان علی خان ہوتی: نہیں کہا ہے اس نے، میں فلور آف دی ہاؤس پر کہہ رہا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : وہ جب آئیں گے تو ان سے سوال کر لیں۔ next

جناب عالم علی لالیکا : پوائنٹ آف آرڈر۔ کل وزیر مواصلات جناب اعظم ہوتی صاحب نے یہ بات کہی تھی کہ ایک سمری وزیر اعظم کے پاس موجود ہے اور ممبران پارلیمینٹ کی بے قراری کے پیش نظر میں سمری کا انتظار کئے بغیر کل تک پی سی او کے تین پروفارمے دے دوں گا۔ اب وزیر قانون و پارلیمانی امور کی زبان سے مجھے یہ سن کر حیرت ہوتی ہے کہ کل ہی تو انہوں نے کہا تھا کہ سمری وزیر اعظم صاحب کی میز پر موجود ہے.................

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب لالیکا صاحب ! جنہوں نے بات کی وہ دونوں اس وقت موجود نہیں ہیں۔ ان کے آنے پر یہ بات اٹھائی جائے گی۔

(مداخلت)

جناب عالم علی لالیکا : محترمہ ! وہ موجود نہیں لیکن ریکارڈ تو موجود ہے اور ہم ممبران سینٹ اس بات کے گواہ ہیں کہ کل انہوں نے فلور آف دی ہاؤس پر کہا تھا کہ سمری وزیر اعظم صاحب کی میز پہ موجود ہے..........

(مداخلت)

چوہدری امیر حسین : یہ بات درست ہے کہ وزیر مملکت برائے مواصلات نے یہاں فرمایا تھا کہ ایک سمری وزیر اعظم صاحب کو گئی ہوئی ہے۔

for the privileges of the members of Parliament regarding telephone connections and PCO's

اور اس میں ہے کہ جتنا کوٹہ قومی اسمبلی کے ممبران کو دیا گیا' وہی سینٹ کے ممبران کو دیا جائے اور انہوں نے کہا کہ اس کی سمری وزیر اعظم صاحب کو بھیجی ہوئی ہے اور انہوں نے مزید کہا کہ within three days ' جہاں تک مجھے یاد ہے' میں forms آپ کے حوالے کر دوں گا اور those will be subject to the approval of the summary by the Prime Minister. یہ بات یہاں ہوئی ہے جو لہ ریکارڈ پر ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : شکریہ جی۔

(مداخلت)

جناب منظور احمد خان گچگی : پوائنٹ آف آرڈر۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ نورا کشتی بہت ہی خوبصورت لگ رہی ہے۔

چوہدری امیر حسین : جناب والا ! یہ نورا کشتی والا لفظ حذف کریں یہ غیر پارلیمانی ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب اقبال حیدر صاحب ! سوال نمبر 76۔

76. ***Syed Iqbal Haider:** Will the Minister for Labour, Manpower and Overseas Pakistanis be pleased to state the number of Pakistani workers returned to Pakistan from Kuwait due to Gulf War and the number of Pakistani workers who have been rehabilitated in Kuwait so far?

Mr. Muhammad Ijaz-ul-Haq: (i) about 70,000 Pakistanis have returned from Kuwait of which 23,000 are estimated to be dependent family members.

(ii) About 14,000 Kuwaiti repatriates have gone back to Kuwait for employment. Besides, 777 persons have gone on fresh employment visa to Kuwait.

Madam Deputy Chairman: Supplementary questions?

Syed Iqbal Haider: The honourable Minister concerned has admitted that only 14,000 Pakistanis have managed to go back to Kuwait whereas the Pakistanis who were supposed to come back to Pakistan from Kuwait were as large as 70,000 may I ask what are the basic reasons for non-return of the majority of Pakistanis and what effort is the Government making to ensure that all the Pakistanis who lost their jobs and livelihood in Kuwait are being restored in Kuwait or not?

میاں محمد زمان : جناب میں یہ گزارش کروں گا کہ حکومت انتہائی تندہی کے ساتھ اس بات کی کوشش کر رہی ہے کہ جو ہمارے بھائی کویت سے یہاں آئے ہیں انہیں جلد از جلد واپس بھیجا جائے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ 14000 جا چکے ہیں باقی کے لئے efforts ہو رہی ہیں اور آخری معلومات جو کویتی سفارتخانہ سے ملی ہیں اس کے مطابق اب تک 25 ہزار جا رہے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ مستقبل قریب میں ان کی غالب اکثریت جو ہے وہ چلی جائے گی اور ہم کوشش کریں گے کہ مذکورہ بالا تمام پاکستانی جو ہیں وہ واپس چلے جائیں۔

سید اقبال حیدر : وہ اب تک گئے کیوں نہیں ہیں ؟

میاں محمد زمان : وہ اس لئے نہیں جا سکے جناب والا ! کہ وہاں پہ اتنی بڑی جنگ ہوئی ہے، کویت کا سارا ڈھانچہ بکھر چکا ہے وہاں پر زندگی معطل رہی ہے اور ابھی تک وہاں حالات نارمل نہیں ہوئے۔ جب تک حالات نارمل نہیں ہو جاتے وہاں پر کاروبار اپنی صحیح شکل میں نہیں آ جاتا اس وقت تک یہ ممکن نہیں ہے کہ تمام لوگ اپنے jobs پہ جا سکیں۔

Madam Deputy Chairman: Syed Abbas Shah.

Syed Abbas Shah: Madam Chairman, I would like to know the designation of Mian Muhammad Zaman because I don't know about him and I also see the Labour Minister is sitting already but which Ministry he is representing?

Madam Deputy Chairman: I think, he is a State Minister for Labour and Power, he can answer any question.

Mian Muhammad Zaman: I am Incharge Minister of State for Manpower and Overseas Division.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب اقبال حیدر صاحب ! سپلیمنٹری سوال۔ آپ انتظار تو کر لیا کریں سب کو ہی جلدی لگی ہوئی ہے۔ نیشنل اسمبلی والا ماحول یہاں نہ بنائیں۔

سید اقبال حیدر : sorry ۔ بالکل نہیں ہونا چاہئے۔ اچھا تو کیا ہمارے پاکستانیوں کے واپس نہ جانے کی وجہ یہ تو نہیں کہ وہاں پر کویت کے ادارے اور کویت کی حکومت پاکستانیوں کو لینے کے لئے راضی نہیں ؟

میاں محمد زمان : نہیں ایسی صورت نہیں ہے۔ اصل میں وہی عملی مشکلات ہیں۔ وہاں پر کاروبار زندگی بحال نہیں ہوا۔ جو لوگ کفیل تھے ان کے کاروبار کی بڑے وسیع پیمانے پر تباہی ہوئی ہے اور جب تک وہاں زندگی معمول کے مطابق نہیں آتی اس وقت تک یہ مشکلات تھوڑی بہت رہیں گی۔

جناب بوستان علی خان ہوتھی: معزز وزیر نے کہا ہے کہ وہاں پر تباہی و بربادی ہوئی ہے سب کو پتہ ہے بہت ہوئی ہے 70'000 آدمی تھے جن میں سے 14'000 جا چکے ہیں۔ تو کیا میں معزز وزیر سے پوچھ سکتا ہوں کہ جبکہ وہ 70'000 پورے نہیں ہوئے مزید تو 777 نئے آدمی کیوں وہاں بھیجے گئے ؟

میاں محمد زمان : جناب والا ! ان لوگوں نے اپنے کفیل کے پاس ' اپنے jobs پر جانا تھا۔ اگر ہم نے 777 نئے jobs پیدا کئے ہیں تو یہ حکومت کو کریڈٹ جاتا ہے کہ وہ نئے jobs create کر رہی ہے۔ یہ کوئی discredit تو نہیں ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ طریقہ کار کیا ہے جس سے آپ کویت سے نکالے گئے لوگوں کو واپس بھیجیں گے ؟

میاں محمد زمان : طریقہ کار بڑا سادہ ہے جناب والا ! کہ ان کے جو کفیل ہیں ان سے رابطہ قائم کیا جاتا ہے ان سے اجازت نامے منگائے جاتے ہیں یہاں سے ویزے arrange کر کے ان کو دیئے جاتے ہیں اور پھر وہ وہاں جا کر کام کرتے ہیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر جو ریکروٹمنٹ ایجنسیاں ہیں۔ کیا گلف کے بحران کے بعد کویت کے لئے وہ

نئ ایجنسیاں دی گئی ہیں ؟ اگر ایسا ہے تو نئی ایجنسیاں دینے کا کیا کرائے ٹیریا ہے اور یہ ایجنسیاں کس بنیاد پر دی گئی ہیں اور ان کا طریقہ کار کیا ہے ؟

میاں محمد زمان : جناب والا ! جہاں تک ایجنسیوں کا تعلق ہے وہ صرف کویت کے لئے نہیں وہ پوری دنیا میں افرادی قوت کو بر آمد کرنے کے لئے دی گئی ہیں اور ان کا ایک مخصوص طریقہ کار ہے جس کے متعلق اگر ممبر صاحب معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو وہ ایک فریش نوٹس دے دیں۔ میں یہ عرض کر دوں کہ کویت کے لئے کوئی سپیشل ایجنسی نہیں دی گئی جو ہمارے پروموٹرز ہیں جن کو ہم ایجنسیاں دیتے ہیں وہ پورے مڈل ایسٹ میں' پوری دنیا میں جہاں بھی چاہئیں افرادی قوت بر آمد کر سکتے ہیں۔

جناب منظور احمد خان گچگی : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ 70'000 پاکستانی کویت سے آئے ان میں سے کتنے لوگوں نے واپس جانے کی درخواست کی ہے۔

میاں محمد زمان : 48'000-

جناب منظور احمد خان گچگی : جناب والا ! اگر ان 70'000 میں 48'00 00 لوگوں نے واپس جانے کی خواہش ظاہر کی ہے تو میں اس بات کو دھراتا ہوں کہ مزید 777 نئے لوگوں کو بھیجنے کی کیا تک ہے ؟

میاں محمد زمان : جناب والا ! نئے لوگ تو نئے کاموں پر گئے ہیں اور پرانے لوگ تو اپنے اپنے jobs پر جائیں گے جہاں سے وہ چھوڑ کر آئے تھے۔ اب اگر کہیں ٹیکنیشن کی ضرورت ہے کہیں کسی ڈاکٹر کی ضرورت ہے کہیں کسی ڈرائیور کی ضرورت ہے کہیں کسی انجینئر کی ضررت ہے تو کیا ہم اس پر پابندی لگا دیں جس طرح ہمارے ہاں بیروزگاری ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ جہاں بھی کسی ایک آدمی کو بھی جگہ ملتی ہے وہاں ہم اسے بھیجیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب اعجاز علی خان جتوئی صاحب !

جناب اعجاز علی خان جتوئی : جناب والا ! وزیر صاحب نے فرمایا کہ کہیں ڈرائیور کی ضرورت تھی کہیں اور ضرورت تھی تو کیا 70'000 لوگوں میں مختلف پیشوں کے لوگ نہیں تھے ؟

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جتوئی صاحب ! اگر نئے لوگ بھی اکاموڈیٹ ہو رہے ہیں تو یہ تو اچھی بات ہے آپ کوئی specific بات پوچھیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : میں specific بات یہ پوچھ رہا ہوں کیا 70'000 لوگوں میں سے ساڑھے سات سو لوگ جو گئے ہیں' ان میں وہ ہنرمند دستیاب نہیں تھے جن کی وہاں ضرورت تھی

میاں محمد زمان : جناب ! اصل میں یہ جواب کچھ خلط ملط ہو رہا ہے۔ اصل میں وہ جو 70'000 آئے ان میں سے 23 ہزار ان کے کنبہ کے لوگ تھے بیوی بچے اور دوسرے لوگ تھے کام کرنے والے نہیں تھے جو بقایا تھے ان میں سے 48000 کی درخواستیں آئی ہیں۔ جن میں سے 25'000 جا چکے ہیں باقی جا رہے ہیں جو نئے لوگ بھیجے گئے وہ خصوصی جابز کے لئے گئے ہیں۔ اب جناب والا ! ایک لیبر کو ہم کسی اور جگہ پر تو نہیں بھیج سکتے۔ ایک لیبر کو الیکٹریشن کی جگہ تو نہیں بھیج سکتے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : ضمنی سوال بہت ہو گئے۔ اگلا سوال۔

77. ***Syed Iqbal Haider:** Will the Minister for Labour and Manpower be pleased to state:

(a) whether it is a fact that Pakistan has been placed in the list of black listed countries maintained by the ILO on its failure to follow and implement the Philadephia Declaration and Conventions of the International Labour Organization (ILO), particularly relating to the freedom of association; collective bargaining agents; rights to strike; forced labour; child labour and women labour;

(b) whether it is also a fact that the ILO advised Pakistan to repeal Essential Services Act; amend the Industrial Relations Ordinance, 1967, and to ensure expeditious disposal of cases by the Labour Court, if so, the action taken thereon; and

(c) the steps taken by the government for seeking removal of the name of Pakistan from the list of the black listed countries?

Mr. Muhammad Ijaz-ul-Haq: (a) Pakistan is fulfilling its commitments and obligations under the retified ILO Conventions relating to freedom of association, collective bargaining, forced labour, child labour and women labour, as such there is no question of its being black listed by the ILO.

(b) The ILO has never advised Pakistan to repeal the Pakistan Essential Services (Maintenance) Act, 1952. They have, however, invited the attention of the Government to the need for amending the law to allow an employee of an establishment to terminate his employment in accordance with the terms of contract of his employment.

The ILO have also asked the Government to amend the Industrial Relations Ordinance, 1969 to prevent employers from undermining trade unions through artificial promotion of workers.

The Organisation has been assured that its observations will be considered at appropriate time.

The ILO have not made any observation about the disposal of cases by the Labour Courts.

(c) No action is called for in the matter as Pakistan has not been black listed.

Syed Iqbal Haider: There is a complete ambiguity Madam Chairperson, I had asked in categorical terms that Pakistan has been placed in the black listed countries maintained by ILO on account of its failure to follow and implement the Philadelphia. Declaration' and Conventions of the International Labour Organization (ILO) particularly relating to freedom of association, collective bargaining agents etc. The answer is very intriguing "Pakistan is fulfillng its commitments". There is no such thing. This is playing with the words. Because, Pakistan either has fulfilled its commitments or is fulfilling, it is a continuing phase. May I ask the Minister as to what is the formality and what is the action which has already been initiated to fulfil its commitments? Please spell them out *i.e.* the laws.

Madam Deputy Chairman: Mr. Hasan A. Shaikh on point of order.

Mr. Hasan A. Shaikh: Probably there is a typographical mistake. this fulfilling is 'fool and filling'.

Syed Iqbal Haider: I agree with him.

Madam Deputy Chairman: Mr. Muhammad Ejaz-ul-Haq, Minister for Labour and Manpower.

جناب محمد اعجاز الحق : سوال بڑا سیدھا ساتھا اور جواب بھی بڑا سیدھا دیا گیا ہے۔ جہاں تک آئی ایل او کا تعلق ہے پاکستان نے اس کے 30 کنونشنز کو ratify کیا ہوا ہے اور میرے خیال میں

we are amongst one of the highest countries as far as the ratifying of the conventions of ILO is concerned. We have never been asked of anything that has not been fulfilled except for one or two things which have been mentioned over here. I will repeat those if you want too. As far as the rights to strike including Convention No. 87 on the Freedom of Association and Protection of Right to organize, Convention No. 98 on the Right to organize and collective bargaining is concerned,

پاکستان کے اندر اس وقت total labour force میں سے 8 ملین سے زیادہ جو لیبر فورس ہے وہ Unions پر مشتمل ہے اور پاکستان کے اندر 2'000 collective bargaining agents ہیں۔ نہ تو آج تک انہوں نے ہمیں کہا ہے کہ آپ black-listed ہیں اور نہ حکومت نے کوئی ایسی بات کی ہے جس پر اسے بلیک لسٹ کیا جائے ' forced labour, child labour and women labour ان تینوں کے لئے پاکستان نے بڑی نمایاں قانون سازی کی ہے جس کی وجہ سے ان کو پورے تحفظات فراہم کئے گئے ہیں۔

Syed Iqbal Haider: Madam Chairperson, there is no law enacted on these points. May I correct the honourable Minister. Secondly, my question is simple. They are saying that we are fulfilling the commitments. I am asking, in what manner and what step has the Government taken to fulfil its commitments, in precise terms, and there is no law made on the bonded labour, on the child labour and we are demanding that such laws should be made. In fact, there is a Bill today on the same subject 'Bonded Labour' to be considered by this House.

جناب محمد اعجاز الحق : جناب والا ! میرے خیال میں ہمارے ممبر صاحب کو پوری طرح معلوم نہیں ہے پاکستان نے child labour پر Convention No. 29 جو forced labour کا ہے اس کو ratify کیا ہوا ہے and it is obligatory for the Government not to allow forced labour in any form. Article 11 of the Constitution of Pakistan..................

(interruption)

Mr. Muhammad Ejaz-ul-Haq: slavery and all forms of forced labour and traffic in human-beings......

تو اس کے آگے اگر آپ تفصیلات چاہیں تو میں بتا سکتا ہوں۔ child labour کے لئے کیا ہے women workers کے لئے پاکستان میں کیا کچھ کیا ہوا ہے اور bonded labour کی آپ نے بات کی bonded labour کا جو بل ہے وہ قومی اسمبلی میں ہم نے پیش کیا ہوا تھا۔ چونکہ اجلاس prorogue ہو گیا اس لئے وہ سینٹ کو ہم بھجوا چکے ہیں اور آج بھی یہاں کسی ممبر نے پرائیویٹ بزنس کے طور پر بل پیش کیا ہوا تھا لیکن وہ پہلے ہی bonded labour کا بل کابینہ سے بھی منظور ہو کر آ چکا ہے اور یہاں پر ہم نے سینٹ کو بھی بھیجا ہوا ہے۔ اور اگر ہمارے بھائی معلوم کرنا چاہتے ہیں تو میں تھوڑا سا بتا دوں۔ اگرچہ bonded labour کے لئے اور women workers کے لئے اور bonded labour کے لئے تو میں نے ابھی ذکر کر دیا IRO, 1969 کو amend کرنے کے متعلق بھی ایک تجویز تھی۔ Essential Services Act کے تحت جو مزدور نوکری چھوڑنا چاہیں وہ نہیں چھوڑ سکتے تھے تو صرف اس چیز پر آئی ایل او نے ہم سے بات کی تھی کہ ان کو ان کے کنٹریکٹ کے تحت اجازت دی جائے کہ اگر وہ نوکری چھوڑنا چاہیں تو وہ چھوڑ سکیں۔ اس کو بھی حکومت consider کر رہی ہے اور انشاءاللہ اس کو بھی لاگو کرے گی اس کے علاوہ اگر اور کوئی تفصیلات اس سلسلے میں معلوم کرنا چاہتے ہیں تو بتا دیں جہاں تک Child's Labour Act کا تعلق ہے وہ حکومت پاکستان ratify کر چکی ہے اور اس پر قانون بھی بن چکا ہے bonded labour کا اور یہاں پر آ چکا ہے ' women workers کیلئے جو provisions safety of workers کے لئے exist کرتی ہیں Factories Act میں اور Mines Act میں which

regulate the conditions of work and employment in the Industrial and Commercial Establishments and the Mines respectively.

تواس کی اگر تفصیلات چاہیں تومیں دینے کے لئے تیار ہوں۔

Madam Deputy Chairman: Syed Abdullah Shah, on supplementary.

Syed Abdullah Shah: My supplementary is that the answer states that ILO has suggested to the Government of Pakistan to make certain amendments in the Pakistan Essential Services (Maintenance) Act of 1952 and also in the Industrial Relations Ordinance of 1969; will the honourable Minister be pleased to state, what amendments have been suggested in these two enactments by the ILO?

جناب محمد اعجاز الحق: جناب! ابھی میں ذکر کر چکا ہوں کہ The Pakistan Essential Service (Maintenance) Act, 1952 جو ہے اور جس جس صنعت پروہ لاگو ہے اس کی فہرست تومیں آپ کو پڑھ کر سنا سکتاہوں۔ اس کے تحت کوئی مزدور اپنی نوکری نہیں چھوڑ سکتا۔ آئی ایل او نے ہمیں کہا تھا کہ مزدوروں کو یہ حق دیا جائے کہ اگر وہ اس کنٹریکٹ کے تحت اپنی نوکری چھوڑنا چاہیں چھوڑ سکیں۔ اس کو ہم consider کر رہے ہیں اور انشاء اللہ ہم اس کو عنقریب لاگو کرنے کا بھی سوچ رہے ہیں۔ دوسرا جو انہوں نے ذکر کیا وہ یہ تھا آئی ایل او 69ء کے لئے

This was on a complaint lodged by All-Pakistan National Federation of Trade Unions to the effect that certain multi-national companies operating in Pakistan have raised wages of their workers with a view to declare them as a part of the managerial cadre and thereby exclude them from the definition of workers as given in the Industrial Relations Ordinance, 1969. The ILO Committee of Experts has suggested that the IRO, 1969 may be modified in order to save trade unions from being re-established.

حکومت پاکستان نے اس کو examine کیا ہے اور جو الزامات لگے ہیں ان کو دیکھ کر یہ کہا ہے کہ ہم بھی اس کو examine کریں گے لیکن اس کو کورٹ میں بھی لے کر جا سکتے ہیں تاکہ کورٹ جو فیصلہ کرے اس کو ہم لاگو کریں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جناب حسن اے شیخ صاحب!

Mr. Hasan A. Shaikh: Will the Labour Minister please state whether it is not a fact that the courts have already held that even Chief Accountant can be called, can be termed as a labourer and therefore, there is no reason why you should say, the salary is increased. Therefore, it will not go out of the purview of the labour.

جناب محمد اعجاز الحق: اس بارے میں مجھے معلوم نہیں اس کا فریش نوٹس دے دیں لیکن ایک سے 15 سکیل کے جو لوگ ہیں ان کو لیبر میں consider کیا جاتا ہے اور اس سے اوپر والے لوگوں کو مینجمنٹ میں consider کیا جاتا ہے۔

جناب حسن اے شیخ: یہ تو گورنمنٹ میں ہے پرائیویٹ سروس میں تو نہیں ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ اگلا سوال۔

78. ***Syed Ishtiaq Azhar:** Will the Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs be pleased to state the time by which Banking Tribunals at Karachi will start functioning?

Ch. Abdul Ghafoor: The Banking Tribunal at Karachi has started functioning with effect from the 1st August, 1991.

میڈم ڈپٹی چیئرمین: سید اشتیاق اظہر! سپلیمنٹری سوال۔

Syed Ishtiaq Azhar: I would like to ask the Minister as to how much time was used in making arrangements for starting the functioning of the Banking Tribunal at Karachi?

Madam Deputy Chairman: Chaudhry Abdul Ghafoor Sahib, Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs.

Ch. Abdul Ghafoor: Madam Chairman, the answer is very clear; the Banking Tribunal at Karachi had already started functioning, therefore, the answer is very clear.

Madam Deputy Chairman: Any other Supplementary?

Mian Alam Ali Laleka: Yes, madam.

Madam Deputy Chairman: Alam Ali Laleka Sahib.

میاں عالم علی لالیکا: سوال نمبر 73 جولاء اینڈ جسٹس و پارلیمانی امور سے تھا اس کا جواب چوہدری امیر حسین صاحب نے دیا تھا اور سوال نمبر 78 جولاء، جسٹس اینڈ پارلیمانی امور سے متعلق ہے اس کا جواب چوہدری عبدالغفور صاحب نے دیا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان دونوں وزراء میں فرق کیا ہے ؟

Do we have a couple of Ministers for the same portfolio?

پہلے تو یہ تھا کہ یک انار اور صد بیمار والی بات ہوتی تھی اور اب یہ ہے کہ صد انار اور یک بیمار والی بات ہو گئی ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: چوہدری غفور صاحب! آپ clear کریں۔

Ch. Abdul Ghafoor: Let me clear.

اگر 73 پڑھ لیا جائے تو it is very clear. So far as the affairs regarding the question No. 73, concerning the privileges of the members and the answer is given by Amir Hussain, that was allocated to that Ministry and there is no ambiguity and doubt in that; so far as the question No. 78 is concerned that was entrusted to the Law Minister but the demarcation between the functions of the two Ministries is a long debate and Madam, that can be told in my Chamber. Whenever the honourable Minister decides to come to my Chamber, I will be redy to answer that question.

Madam Deputy Chairman: Thank you, any other supplementary?

Mian Alam Ali Laleka: Yes, Madam.

Madam Deputy Chairman: Alam Ali Laleka Sahib.

میاں عالم علی لالیکا: میرا سپلیمنٹری صرف اتنا سا ہے کیا یہ ایک ہی کام کے لئے دو Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs وزراء ہیں۔ ایک portfolio ہے اس پر بیک وقت دو وزراء کیسے کام کر رہے ہیں ؟

Ch. Abdul Ghafoor: It is very clear. There are two portfolios, two Ministries, two Secretaries and the Parliamentary Affairs business is being conducted by my friend Amir Hussain and the Law and Justice Division as it is clearly demarcated is being conducted by me. So, there is no ambiguity.

Madam Deputy Chairman: Alam Ali Laleka Sahib.

میاں عالم علی لالیکا : جناب والا ! اس میں بڑا specify ہونا چاہئے منسٹری آف لاءاینڈ جسٹس ایک ہو اور منسٹری آف پارلیمانی آفیرز دوسری ہو تو اور بات ہے لیکن جب یہ ایک ہی نام سے پکاری جاتی ہے۔ Ministry of Law, Justice and Parliamentary Affairs تو اس میں بیک وقت دو وزیروں کا ہم کیسے تعین کر سکیں گے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ دونوں سے سوال کر سکتے ہیں۔ شکریہ !

Ch. Abdul Ghafoor: To further clarify, the questions were put actually at the time when both the portfolios were held by the same Minister. These questions were actually given at that time and the answer was also printed at that time but now it will be clearly shown separately in future.

Mian Alam Ali Laleka: Thank you, this is the answer to my question.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اگلا سوال 82 سید فصیح اقبال صاحب !

82. ***Syed Faseih Iqbal:** Will the Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs be pleased to state:

(a) the names, educational qualifications, age, date of appointment and other terms and conditions of service of the employees in grade 17 and above of the Federal Judicial Academy, Islamabad;

(b) whether it is a fact that appointing authority of these officers is the Prime Minister; and

(c) whether it is also a fact that appointment of the present Director General was made in accordance with the Recruitment Rules, 1973 relevant to the appointment and that he fulfils educational qualification required for the job?

Ch. Abdul Ghafoor: (a) At present following employees in grade-17 and above are working in the Federal Judicial Academy:—

S. No.	Name	Designation	BPS No. of post	Educational Qualification	Age	Date of Appointment in (Academy)	Other terms and conditions of service
1	2	3	4	5	6	7	8
1.	Prof. Abdul Qayyum Qureshi	Director General	21	M.Sc.	66 years	28-8-1990	Professor Abdul Qayyum Qureshi was appointed as Director General Federal Judicial Academy on contract basis for a period of four months under paragraph 10 (Annexure) of Government Resolution No. F. 12 (11)/87-Legis, dated 14th September, 1988 by the Board of Governors on the following terms and conditions:— 1. Pay. — Rs. 6780/- per month. 2. House Rent Allowance. — Rs. 2205/- per month. 3. Car Allowance. — Rs. 305/- per month (if he maintains a car). 4. Senior post Allowance. — Rs. 200/- per month. 5. Entertainment Allowance. — Rs. 400/- per month. 6. Orderly Allowance. — Rs. 800/- per month (if no orderly is provided at the residence). 7. Additional Compensatory Allowance. — Rs. 678/- per month. 8. Rules relating to medical attendance, travelling allowance and daily allowance. — As applicable to an officer in BPS-20.

							The appointment was subject to scrutiny of his performance and conduct by the committee constituted for the purpose by the Board of Governors. Thereafter the Board extended his term of appointment till 30th June, 1991. On expiry of the period of contractual appointment of Mr. Abdul Qayyum Qureshi, Director General, Federal Judicial Academy, on 30th June, 1991 the Chairman Board of Governors in exercise of the powers delegated to him by the Board, had been pleased to order continuation of Mr. Abdul Qayyum Qureshi in the said appointment till a regular appointment is made, or till the next meeting of the Board of Governors whichever is earlier.
2.	Mr. Muhammad Jahandar	Senior Research Officer	18	B.A.LLB	38 years	7-10-1989	Appointed on deputation from Lahore High Court.
3.	Mr. Talat Faruq Lone	Administrative Officer	18	B.A.LLB	41 years	13-4-1991	Transferred from the Supreme Court, under paragraph 10, of the Government Resolution.
4.	Mr. Abdul Qayyum	Accounts Officer	17	B.A.SAS	54 years	24-2-1991	Appointed under section 10 of the Civil Servants Act, 1973, by the Auditor General of Pakistan, for 2 years.

(b) Under paragraph 10 of the Government Resolution No. F. 12(11)/87-Legis dated 14-9-88 (Annexure) the Board of Governors is the appointing authority for the Director General whereas the appointing authority in respect of other officers of the Academy is the Director General.

(c) The present Director-General (a former Vice-Chancellor) was appointed on contract by the Board of Governors headed by the Hon'ble Chief Justice of Pakistan, under Government Resolution No. F. 12(11)/87-Legis, dated 14-9-1988. The Board considered him qualified.

Annexure

PARAGRAPH 10 OF THE RESOLUTION DATED 14-9-88

10. **Director-General.**—(1) The Director-General shall be appointed by the Board on such terms and conditions as it may determine.

(2) The management of the Academy shall be carried on by the Director-General under the general directions of the Board.

(3) The Director-General shall be the academic and administrative head of the Academy and shall be responsible for the maintenance of good order and discipline.

(4) The Director-General shall have the authority to appoint the members of the staff:—

(a) on the recommendation of a selection committee constituted by the Board and in consultation with the Secretary, Ministry of Justice and Parliamentary Affairs to the posts carrying Basic Pay Scales upto 16; and

(b) on the recommendation of a selection committee constituted by the Board and in consultation with the Chairman and the Vice-Chairman, to the posts in Basic Pay Scales 17 or above.

(5) the Director-General shall be the principal accounting officer of the Academy.

83. *Deferred for next rota day.*

84. *Deferred for next rota day.*

85. *Deferred for next rota day.*

میڈم ڈپٹی چیئرمین : کوئی سپلیمنٹری سوال ؟

سید فصیح اقبال : میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ فیڈرل جوڈیشل اکیڈمی میں جو اسلام آباد میں ہے ملازمت کے وقت صوبائی کوٹے کا خیال رکھا گیا تھا۔ نمبر 2 یہ ہے کہ ایک اس کے ڈائریکٹر جنرل اپوائنٹ ہوئے ہیں حالانکہ یہ جوڈیشنل اکیڈمی ہے مگر ایک سابق ایم ایس سی سائنسدان کو چار مہینے کے لئے لگایا گیا تھا اور یہ 88ء سے continue کر رہے ہیں یہ بتائیں کہ کب کوئی موزوں جوڈیشل تجربہ رکھنے والا لگائیں گے۔

چوہدری عبدالغفور : میں فاضل ممبر کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جہاں تک کوٹہ کا سوال ہے اس میں کوئی کوٹہ مقرر نہیں ہے۔ This is a Federal Judicial Academy and is run by the Board of Governors ; its Chief is the Chief Justice of Pakistan, Supreme Court, of Pakistan and its affairs are run under resolution adopted by the Government and No. 2 question regarding the qualifications and suitability of the Director General of the Academy, I may point out that lastly it was appointed by the Chairman of the Academy, the Chief Justice of the Supreme Court till the meeting of the board of governors, his services were extended Sir, and ultimately the final selection, the final appointment will be made on the meeting of the board of governors whenever it meets.

Madam Deputy Chairman: Thank you. Jam Sahib supplementary.

Jam Karraruddin: Will the honourable Minister tell us as to how many governors are there in the board?

Ch. Abdul Ghafoor: How many governors of what? Governors of Provinces or what?

Jam Karraruddin: of the board?

Ch. Abdul Ghafoor: The members of the board of governors are—one is Chief Justice, the Vice Chairman is the Law Minister and the four provinces nominate, let me tell you Madam from the Constitution:

Chief Justice of Pakistan
The Law Minister
Accountant General
Chief Justices of all the four Provincial High Courts

Secretary Law four members of each Provinces nominated by each Province.

Director General of the Academy.

These are the total members of the board of governors.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : ضمنی سوال۔ سید فصیح اقبال صاحب !

سید فصیح اقبال : جناب چیئرمین ! اس میں بڑی وضاحت سے دیا ہوا ہے کہ

Prof. Qayyum Qureshi was appointed as Director-General for Judicial Academy on contract for four months only. How is it possible that he has been given further extension when his age is sixty six years. This is a complete violation of the rules of Government of Pakistan which are in practice.

Ch. Abdul Ghafoor: I think, I have not been able to explain it properly. Of course originally he was appointed for four months, no doubt. Subsequently his services were extended upto 30th of June, 1991, and later on the Chairman of the board of governors in exercise of the powers delegated to him by the board has been pleased to extend the services of this gentleman till the formal meeting of the board of governors is held and then ultimately it will be decided as to who is going to be the Director-General of the Academy.

سید فصیح اقبال : جناب والا ! وزیر صاحب نے پہلے جواب دیا تھا کہ اس میں کوٹہ نہیں ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ جوڈیشل اکیڈمی تو کجا ہائی کورٹ میں بھی کوٹہ ہوتا ہے، سپریم کورٹ میں بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا کوئی بھی ادارہ جو وفاقی حکومت کے تحت ہو اس میں کوٹہ ہوتا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ وہ فلاں صوبے کا ہے اور وہ

فلاں۔ میں کہتاہوں کہ تمام سروسز میں خواہ یہ وزیراعظم ہاؤس میں ہوں یا دوسرے محکموں میں initial recruitment پر کوٹہ ہوتا ہے۔ 17 اور 18 سکیل سے اوپر بھی کوٹہ ہوتا ہے۔ انہوں نے کورٹ کا فرمایا ہے۔ چیف جسٹس صاحب ہمارے بڑے محترم ہیں' میں ان پر کوئی رائے زنی نہیں کرنا چاہتا لیکن سپریم کورٹ میں' شریعت کورٹ میں' بلوچستان اور باقی صوبوں کے کوٹے ہیں۔ جب ججز میں کوٹہ ہے تو اس میں کیوں نہیں ہے ؟

میڈم ڈپٹی چیئرمین : چوہدری عبدالغفور صاحب !

چوہدری عبدالغفور : میں جناب انتہائی مودبانہ گزارش کروں گا کہ under the law, under the constitution اکیڈمی تشکیل ہوئی ہے اس میں کوٹہ نہیں ہے لیکن میں ان کے خیالات سے اتفاق کرتا ہوں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ہائی کورٹ اور سپریم کے ججز میں کوئی کوٹہ مقرر نہیں ہے۔ اس میں یہ consideration ملحوظ خاطر رکھی جاتی ہے' یہ سارے معاملات سامنے رکھے جاتے ہیں۔ اسی طرح میں اس کے بارے میں بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ regard shall be held in future as has been pointed out by my learned friend. کہ آئندہ اس کا خیال رکھا جائے گا۔

Madam Deputy Chairman: Akhunzada Behrawar Saeed on a supplementary question.

Akhunzada Behrawar Saeed: Will the Minister be kind enough to inform the House about the criterian for the appointment of Deputy Attorney-General in the Provinces and to explain why senior most people are ignored.

Ch. Abdul Ghafoor: This pertains to what question Madam? Will the honourable Member repeat it?

Madam Deputy Chairman: Bostan Ali Hoti Sahib last supplementary question.

جناب بوستان علی خان ہوتھی : میں وفاقی وزیر سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اس کو 66 سال کی عمر تک extension دی ہے۔ یہ آپ نے چار چار ماہ کے حساب سے کتنے سال کی extension دی ہے۔ اس طرح کے contract پر آپ کتنے سال سے چلا رہے ہیں ؟

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب عبدالغفور صاحب !

چوہدری عبدالغفور : میں یہ واضح کر چکا ہوں کہ اب اس کی فائنل سٹیج ہے کہ کب گورننگ باڈی جو ہے وہ meet کرتی ہے' اس سلسلے میں میں ابھی کوئی فائنل جواب اس لئے نہیں دے سکتا کہ جو بھی suit available candidate کرے گا۔

according to the criteria laid down and decided by the board of governors.

جناب بوستان علی خان ہوتھی : میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ یہ سلسلہ کتنے سال سے چل رہا ہے ؟

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ پہلے ان کا جواب تو سن لیں۔

چوہدری عبدالغفور : یہ تو بڑا واضح ایک معاملہ چل رہا ہے' آپ نے اس کی appointment دیکھ لی ہے کہ کب اس کی appointment ہوئی ہے۔ یہ first appointment in 1988 ہوئی ہے۔ اس میں چار چار سال گزرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ ابھی تو میرا خیال ہے کہ اس کے چار سال گزرے بھی نہیں ہیں۔

جناب بوستان علی خان ہوتھی : جناب والا ! میں چار چار ماہ کی extension کا پوچھ رہا ہوں۔

چوہدری عبدالغفور : ابھی آپ نے چار سال کا ذکر کیا ہے۔ چار سال ابھی نہیں گزرے ہیں چار ماہ ضرور گزرے ہیں جو بورڈ آف گورنرز کی اگلی میٹنگ ہو گی اس میں اس کا فائنل فیصلہ ہو جائے گا۔

Madam Deputy Chairman: Last supplementary, Syed Abdullah Shah.

Syed Abdullah Shah: Will the honourable Minister state whether any educational qualifications is prescribed for the post of Director-General of this Academy or the other officers because again No. 4, Mr. Abdul Qayyum, Accounts Officer, his qualifications is B.A. SAS and again he has been appointed only for two years, why can't they appoint people on regular basis with proper qualifications. How a man with a science degree is heading a judicial academy?

Madam Deputy Chairman: Ch. Abdul Ghafoor Sahib.

Ch. Abdul Ghafoor: The question is regarding the *ad hoc* appointments. In fact the appointments or the qualifications and the authority for appointments are laid down under resolution No. 10 of the Government. Now there is a ruling whether of Supreme Court or the High Court that the appointment of any person is under the Civil Servants Act by the Establishment Division and they are to be recruited regularly under the Civil Servants Act and other relevant provisions thereunder.

We have started making out the regular procedure for recruitments, appointments and qualifications and until then this sort of arrangement will continue. I assure you that the Law and Justice Division is going to frame the regular rules and laws for the qualifications and recruitment of these persons.

Madam Deputy Chairman: Thank you. Next question No. 90. Syed Ishtiaq Azhar Sahib.

90. ***Syed Ishtiaq Azhar:** Will the Minister for Law, and Parliamentary Affairs be pleased to state whether a Retainer Deputy A.G. is authorised to hire an advocate other than the approved by the Justice Division and pay him necessary fee?

Ch. Abdul Ghafoor: No. But it may be pointed out that although a Deputy Attorney General is not authorised so to entrust a case to a counsel outside the panel yet, in exceptionally important cases, the services of advocates outside the panel can be utilized.

Madam Deputy Chairman: Any supplementary?

Jam Karraruddin: Would the honourable Minister inform the House as to how much amount is being paid to the advocates outside the panel on the basis of monthly salary or on the basis of days fees.

Ch. Abdul Ghafoor: Will the honourable member be pleased to repeat his question.

Jam Karraruddin: Your answer is that: "No. But it may be pointed out, although a Deputy Attorney-General is not authorized so to entrust a case to a counsel outside panel yet in exceptionally important cases, the services of advocates outside the panel can be utilized." When the services of advocates outside the panel are utilized how much you pay them?

Ch. Abdul Ghafoor: This is on case to case basis. If out of the panel any case is entrusted then the Law Department has to approve the remuneration, they pay for that on case to case basis but taking into consideration the nature of the case, the gravity of the case, whatever the proceedings are and then the qualifications and the position of the advocate concerned in the profession, then that is fixed on case to case basis, not permanantly. No hard and fast rule is laid down for that.

Madam Deputy Chairman: Thank you. Syed Abdullah Shah Sahib on supplementary.

Syed Abdullah Shah: The answer says that the Deputy Attorney General is not authorised to entrust a case to any other counsel outside the panel; then, who is the person authorised to give the case to an advocate outside the panel?

Ch. Abdul Ghafoor: It is the Law Department or any other officer appointed by the Law Department. In fact the Camp Office was there and Deputy Solicitor was appointed but later on it was wound up and that post was withdrawn. So, a difficulty arose and we are considering to re-open the Camp Office. I still feel that difficulty is there is appointing or earmarking the cases to certain advocate. So, we are looking into the matter afresh. The experience which was actually gone into previously by the previous government has not achieved the purpose for which that decision was taken. Now, we are reconsidering to open the Camp Office at Karachi, so that this difficulty may be solved.

Syed Abdullah Shah: My next supplementary question is that what is the criteria to decide that this is an important case to be given to an advocate outside the panel and then choose the advocate for that particular case. Whether any criterian has been fixed by the Government or it is under the pure discretion of the Law Department?

Ch. Abdul Ghafoor: I would submit that it depends upon the nature of the case and the seriousness of the case. If it is the constitutional matter, a very serious matter, then some senior advocate outside the panel have to be engaged by the Department.

Madam Deputy Chairman: Next Question No. 91, Syed Ishtiaq Azhar.

91. ***Syed Ishtiaq Azhar:** Will the Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs be pleased to state the number of advocates on the panel or Retainers/part-time Legal Advisors on monthly fee basis of the nationalised Commercial Banks *viz*; NBP, ABL, UBL, HBL, NDFC, ADBP, IDBP, 1st WOMEN BANK, PICIC, NIT AND STATE LIFE INSURANCE CORPORATION indicating also their names and amount of monthly fee paid to them separately in each case?

Ch. Abdul Ghafoor: A Statement containing the requisite information as on 31-8-1991 is attached. (Annexures have been placed in the Senate library).

Madam Deputy Chairman: Any Supplementary question?

(Pause) No supplementary question. Next question No. 99, Mir Abdul Jabbar.

99. ***Mir. Abdul Jabbar:** Will the Minister for Law and Justice be pleased to state:

(a) whether the Government intends to restore seats previously reserved for women in the Assemblies; and

(b) if yes, when?

Ch. Abduff Ghafoor: (a) Yes, in the National Assembly.

(b) In the near future.

Madam Deputy Chairman: Any supplementary question?

میر عبدالجبار: محترمہ ! میں وزیر موصوف صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ انہوں نے جواب دیا ہے کہ Yes, in the National Assembly جبکہ میرا سوال تھا کب یہ خواتین کی نشستیں بحال کی جائیں گی in the Assemblies۔ انہوں نے لکھا ہے Yes, in the National Assembly. تو کیا صرف نیشنل اسمبلی میں ہی بحال کرنی ہیں۔ باقی صوبائی اسمبلیوں میں نہیں کرنی ہیں

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جناب چوہدری عبدالغفور صاحب !

Ch. Abdul Ghafoor: Assembly means the National Assembly and if it was Parliament then I could explain the matter but this is regarding the Assemblies. Assemblies mean the National assembly or the Provincial Assemblies. However, I am only concerned with the National Assembly.

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب والا ! خواتین کی نمائندگی کے بارے میں یہاں ایک پرائیویٹ بل بھی پیش کیا گیا ہے اور اس کو بار بار یہاں پیش کیا جاتا ہے اور حکومت کی طرف سے یہاں commitment بھی ہوئی تھی اس کے بارے میں۔ کیا کوئی proposal یا کوئی تجویز دی ہے یہ بتا دیں ؟

Ch. Abdul Ghafoor: The Cabinet has approved in the principle the Bill giving presentation to the women and for the amendment of Article 51 of the Constitution but the timing for moving the amendment in the Constitution that is left with the Prime Minister and in due course *Inshallah* that will be decided when Article 51 is going to be amended.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : یہ تو میری طرف سے question ہے کہ کب تک آپ لانا چاہیں گے ؟

Ch. Abdul Ghafoor: Everything is ready. So far as the Law Department is concerned and the Cabinet is concerned, everything has been vetted, draft has been approved, the Standing Committee has also approved ; approval in principle by the Cabinet has been given but not the question of moving in the National Assembly is there.

Madam Deputy Chairman: Thank you. Abdur Raheem Khan, supplementary.

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : کیا راستے میں رکاوٹ ہے ' کب آپ پیش کریں گے ؟

Ch. Abdul Ghafoor: There is no hurdle and I don't think there is any hurdle. The only hurdle is that we want to group so many amendments because time and again it is really very uphill talk to amend the Constitution.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : نہیں جی۔ ان کو بھی کوئی importance دے دیں۔

Ch. Abdul Ghafoor: It is foremost important in the mind of the government.

Madam Deputy Chairman: Sir Abdullah Shah, supplementary question.

Syed Abdullah Shah: My supplementary will be that women consist of nearly half of the population of Pakistan and why the Government is wasting so much time to bring a law to the Assembly? They can issue so many Ordinances, they can issue an Ordinance by the way.

Ch. Abdul Ghafoor: We are not actually wasting any time.

گزشتہ گورنمنٹ کے 20 یا 21 ماہ جتنے بھی تھے وہ بھی اس طرح انہوں نے ایسے گزار دیئے لیکن We have actually worked on it. They refused to act on it but we have drafted the Bill, got its approval from the Cabinet and it is ready for moving into the Assembly or in Parliament with the approval of the Prime Minister. It is only the question of timing and that will be *Inshallah* in near future.

جناب بوستان علی خان ہوتھی : جناب ! کیا یہ صحیح ہے کہ حکومت دو تہائی اکثریت رکھنے کے باوجود اس کو ضروری نہیں سمجھتی کہ خواتین کی نشستوں کو بحال کیا جائے ؟

چوہدری عبدالغفور : اس کو ضروری سمجھتی ہے۔ میں نے تو کہا ہے کہ حکومت اس کو زیادہ importance دیتی ہے کیونکہ it 51 percent or may be 49% or 50% is not very clear, but we do consider it as very important matter.

سید فصیح اقبال : محترمہ ! اس سلسلے میں عرض ہے کہ خواتین کی نشستوں کی بحالی کے بل کا میں بھی ایک mover ہوں اور چوہدری امیر حسین صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ انہوں نے ایوان کے اندر یہ وعدہ کیا تھا کہ اگست 90ء میں پیش کریں گے تو اس کو ہم نے ڈیفر کر دیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ next session میں، تو آج یہ چوتھا سیشن ہے۔ اس میں اب قباحت کیا ہے ؟ جب ہماری پارٹی کا یہ فیصلہ ہے کہ فوری طور پر بحال کریں گے تو یہ کس وجہ سے عورتوں کی سیٹوں کے لئے انتظار ہو رہا ہے اور اس پر کسی کا جھگڑا نہیں ہے یعنی

یہ واحد بل ہو گا جو کثرت رائے سے پاس ہو گا للہذا یہ مسئلہ کیا ہے اور حکومت کا کیا اس پر ارادہ ہے جبکہ اس پر کسی کو اختلاف ہی نہیں ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : چوہدری صاحب ! ذرا clearly بتا دیں جی۔

چوہدری عبدالغفور : جناب ! میں اس میں کوئی مزید اضافہ تو نہیں کر سکوں گا جی لیکن whatever has been said on this side کہ کوئی مسئلہ بھی نہیں ہے ....

سید فصیح اقبال : اور ہماری پارٹی کا فیصلہ بھی ہے ....

چوہدری عبدالغفور : اور پارٹی کا فیصلہ بھی ہے اور انشاءاللہ with the consultation of party members again I will ask the Prime Minister to decide the timing of moving the Bill.

(مداخلت)

سردار بشیر احمد خان : جی ! میری عرض یہ ہے کہ میر عبدالجبار صاحب نے منسٹر صاحب سے کہا کہ جی میں نے تو سب اسمبلیوں کے متعلق کہا ہے اور وزیر صاحب نے صرف قومی اسمبلی کا حوالہ دیا اور پھر خاموش ہو گئے۔ تو شاید میں نے نہیں سنا تو کیا صورت ہے ....؟

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی ! انہوں نے کہا ہے اسمبلی ساری صوبائی اور قومی بھی۔ جناب حسن اے شیخ صاحب !

Mr. Hasan A. Shaikh: Am I right, the honourable Law Minister, that one of the components of your IJI, which I term as International Jamaat-e-Islami, is opposing the inclusion of the lady members?

Chaudhry Abdul Ghafoor: I don't know.

Madam Deputy Chairman: Next question No. 107.

107. ***Mr. Yahya Bakhtiar:** Will the Minister for Law and Justice be pleased to state the criteria for referring various cases to Special Courts for Speedy Trial established under the 12th Amendment?

Ch. Abdul Ghafoor: The requisite information regarding criteria

for transfer of cases to the Special Courts for Speedy Trial is as follows :—

The basic criteria for transfer of cases is laid down in clause (c) of section 2 of the Special Courts for Speedy Trial Ordinance, 1991 (XXV of 1991) which is reproduced below—

"(c) "offence" means an offence specified in the Schedule, or an offence punishable under any law for the time being in force, which in the opinion of the Government is gruesome, brutal and sensational in character or shocking to public morality or has led to public outrage or created panic or an atmosphere of fear or anxiety amongst the public or a section thereof or which because of increase in its incidence needs to be tried most speedily."

Madam Deputy Chairman: Yahya Bakhtiar Sahib, any supplementary question?

Mr. Yahya Bakhtiar: Madam, my question has not been reproduced in complete, only a part of the question has been reproduced here and did not answer. I had already read the provision which they have cited.

Madam, my question was that this provision gives arbitrary discretion to the Ministry of Law to refer cases to the Special Courts for Speedy Trial their discretion is arbitrary. What are the guidelines which they follow when they refer cases. I have not blamed the Ministry of Law. I think, it is the Secretariat which has abbreviated my question and not produced in full and I request that it should be deferred and my question in full should be reproduced so that they can answer that.

Ch. Abdul Ghafoor: The question is not very clear. If they want to defer the question for getting more information then, it is upto the House.

Mr. Yahya Bakhtiar: Chaudhry Sahib, I have asked the detail, I have mentioned cases, as in one case in Quetta Sweeper and a Chowkidar's case. There was nothing sensational in it, that is referred to the Special Court. So, they can pick and choose anybody if they don't like their cases, they could be referred to the Special Court on their own

favourite cases will not be referred to the Special Court. So, who had abbreviated my question, who has deleted it?

Madam Deputy Chairman: Chaudhry Abdul Ghafoor Sahib, do you like to answer?

Ch. Abdul Ghafoor: The question is not clear.

Madam Deputy Chairman: Yahya Bakhtiar Sahib, would you like to ask supplementary question again keeping in view your original question?

Mr. Yahya Bakhtiar: When they have not reproduced my question in full then how can I ask the supplementary question. Chaudhry Sahib, this is not a complete question, there was another part of the question which has not been reproduced here.

Ch. Abdul Ghafoor: So, the question is that only one part of the question has been printed in this book and the other part of the question has not been given here.

Mr. Yahya Bakhtiar: I request the Secretary to look into it.

Ch. Abdul Ghafoor: Let me look into it.

Mr. Yahya Bakhtiar: You will look at it.

Ch. Abdul Ghafoor: Yes, I will look into it.

Madam Deputy Chairman: You may see me in the Chamber and next time we will give your question again.

Mr. Yahya Bakhtiar: Thank you very much.

Madam Deputy Chairman: Mr. Hasan A. Shaikh.

Mr. Hasan A. Shaikh: Madam Chairperson, we may make a suggestion to Mr. Yahya Bakhtiar that he is a very learned and experienced gentlemen. He (Mr. Yahya Bakhtiar) can put his supplementaries on the basis of his deleted question.

Mr. Yahya Bakhtiar: That cannot be done Shaikh Sahib. Because I have asked the question and a complete answer to that has not come. They point out a provision of law. Now Madam Chairperson, I will just read out the provision of law. They say—

> "offence" means an offence specified in the schedule or an offence punishable under any law for the time being in force, which in the opinion of the Government is gruesome, brutal or sensational in character or shocking........"

Now, Madam Chairperson, this gives an arbitrary discretion to the Government to pick and choose. They say—

We think this is brutal, this is gruesome, we think that is not. They have no discretion. This is against Article 25 and hundreds of cases of that type have been thrown into the said courts. So, please look into the matter from that point of view. I have definitely mentioned in my question whether it is violative of Article 25 or not? So, I would request the Secretariat to look into my question again, then reproduce it.

<u>میڈیم ڈپٹی چیئرمین</u> : تو آپ چیئرمین صاحب سے یا مجھ سے چیمبر میں ملیں تو پھر ہم فیصلہ کریں گے، شکریہ !

Madam Deputy Chairman: Next question No. 108.

108. ***Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir:** Will the Minister for Labour, Manpower and Overseas Pakistanis be pleased to state:

(a) the province-wise number of outstanding cases in the NIRC as on 30th June, 1991; and

(b) the break-down of the above cases in the following manner;

(i) Cases which are 6 months old.

(ii) Cases which are 1 year old.

(iii) Cases which are 2 years old.

(iv) Cases which are 3 years old.

Mr. Ijaz-ul-Haq: (a) The province-wise detail of outstanding cases with N.I.R.C. is as follows:—

Punjab:	3,561
Sindh:	542

NWFP:	72
Balochistan:	20
Total:	4,195

(b) The period-wise break-down of the above pending cases is as below:—

	1722
	1576
	700
	197
Total:	4195

Madam Deputy Chairman: Any supplementary?

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر: کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ یہ جو کیسز ذیلی پیرا (ب) میں دیئے ہوئے ہیں 6 مہینے پرانے' ایک سال پرانے' دو سال پرانے' تین سال پرانے اس کے لئے حکومت کیا کر رہی ہے کہ جن کو جلد از جلد نمٹایا جائے۔

جناب محمد اعجاز الحق: اس کے لئے جو ہماری NIRC ہے اس کے کل سات ممبر ہیں چیئرمین سمیت۔ لیکن اس وقت تین ممبر کم ہیں جو تین ممبر شارٹ ہیں یہ صوبوں کا کوٹہ ہے۔ اس میں صوبہ سرحد کا ایک' بلوچستان کا ایک اور سندھ کا ایک ممبر ہے۔ گزشتہ 6 ماہ سے تو ہم ان سے درخواست کر رہے ہیں کہ ہمیں پینل بھجوایا جائے تاکہ ان کی جلد از جلد سلیکشن کی جائے۔ ابھی حال ہی میں صوبہ سرحد کے ممبر کی سیلیکشن ہو گئی ہے اور انشاءاللہ اگلے دو بھی بہت جلد select ہو جائیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہماری طرف سے پوری کوشش ہے کہ ان کیسز کو جلد سے جلد نمٹایا جائے اور جتنا جلدی ہو سکے ان کو ختم کیا جائے۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر: کیا میں وزیر موصوف کو یہ رائے دے سکتا ہوں کہ فصیح اقبال صاحب کو فوری طور پر لگا دیا جائے کیوں کہ وہ بلوچستان کے کوٹے کے

لئے ہر وقت فرماتے رہتے ہیں کہ پورا نہیں ہوا۔ آپ کو ایک ممبر چاہئے تو وہ حاضر ہیں۔

جناب محمد اعجاز الحق : فصیح اقبال صاحب کو تو جہاں بھی لگانے کے لئے کہیں گے ہم ہر وقت حاضر ہیں۔ وہ سٹینڈنگ کمیٹی میں بھی ہیں۔

سید فصیح اقبال : مجھ سے اچھے لوگ بھی بلوچستان میں موجود ہیں۔ آپ ان کو لگا لیں۔

"UNSTARRED QUESTION AND ITS REPLY"

3. **Raja Muhammad Afzal Khan:** Will the Minister for Labour, Manpower and Overseas Pakistanis be pleased to state:

(a) the total number of Labour Attaches posted in Pakistan Missions abroad since 1989, indicating also their names, educational qualification, place of domicile and service group separately; and

(b) the criteria for the appointment of a person as Labour Attache/Counsellor and the name of the authority that approves such appointments?

Mr. Muhammad Ijaz-ul-Haq: (a) Six CWAs (formerly Labour Attaches) have been posted in Pakistan Missions abroad since 1989. Requisite details are at Annex-A.

(b) The posts of Community Welfare Attaches are isolated posts not forming part of any regular cadre. As such, no Recruitment Rules are framed. However, the Establishment Division have prescribed certain guidelines for filling these posts which require that the selectee should at least be a Graduate and possess an experience of five years. The posts of CWAs are filled by posting of Government servants on tenure basis under Section 10 of the Civil Servants Act, 1973 or by deputation of a Provincial Government employee or by appointment on contract keeping in view the guidelines issued by the Establishment Division. The selection is made initially on the basis of interviews by Selection Committee headed by the Federal Minister for Labour, Manpower and Overseas Pakistanis. The recommendations of the Selection Committee are forwarded to the Establishment Division for obtaining the approval of the Prime Minister.

Annexure-A

S. No.	Name	Educational Qualification	Place of Domicile	Service Group/ Parent Department	Remarks
1.	Mr. Waliur Rehman	Matric	Punjab	State Life Insurance Corporation of Pakistan.	Since recalled *w.e.f.* 21-11-90.
2.	Mr. Muhammad Akbar Umrani	B.Sc.	Balochistan	—	Since recalled *w.e.f.* 10-12-90.
3.	Mr. Aftab Ahmad Maneka	B.A.	Punjab	District Management Group.	Since recalled *w.e.f.* 8-12-90.
4.	Mr. Altaf Hussain Chishti	M.A. (Pol. Science), LLB.	Punjab	P.I.A.	—
5.	Mr. Sultan Bahadar Khan	B.A., L.L.B.	NWFP	—	Since recalled *w.e.f.* 8-12-90.
6.	Mr. Muhammad Bilal Tahir	M.A. (Eng.)	Punjab	OPF	—

LEAVE OF ABSENCE

میڈم ڈپٹی چیئرمین : رخصت کی درخواستیں۔ جناب یحییٰ بختیار صاحب ذاتی مصروفیات کی بناپر مورخہ 3 ر نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ انہوں نے اس تاریخ کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب خلیل الرحمان صاحب نے ناگزیر وجوہات کی بناپر مورخہ 3 تا 15 نومبر ایوان سے رخصت مانگی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

Madam Deputy Chairman: Next item is privilege motions. Syed Iqbal Haider on point of order.

Syed Iqbal Haider: I wish to draw attention of this august House to not only a gross violation of law but gross violation of all human values by the decision of the Federal Government to stage public hanging of a convict on 8th of November.

Madam Chairperons, the hanging in public place is an act to brutilize my whole society. The whole country is facing tremendous embarrassment before the civilized world. They are questioning what kind of people you Pakistanis are? You are trying to have the people hanged in public places.

[*At this stage the Chair was vacated by the Deputy Chairman which was occupied by the Chairman (Mr. Wasim Sajjad)*].

جناب چیئرمین : جی جناب ! کیا مسئلہ ہو گیا ہے جی۔

Syed Iqbal Haider: Mr. Chairman, I am so glad that you have come, Sir.

I welcome, Sir. But the issue of public hanging has really caused a tremendous anxiety to every citizen, to every civilized citizen who believes in the rule of law, who believes in human values, who believes in that we should be governed as a tolerant and a decent society. About the public hanging issue, I have moved a resolution. My only prayer is that if the resolution comes after the hanging it will become infractuous. My request is that this resolution may kindly be taken up as a very special case. Even in courts there are urgent matters and urgent issues.

جناب چیئرمین : نہیں تو۔ اس طرح کرتے ہیں۔

After we are through with the adjournment motions and privilege motions, I will put it to the House and if the House approves then we will take it up.

جناب چیئرمین : آؤٹ آف ٹرن تو ہاؤس ہی کر سکتا ہے۔

Syed Iqbal Haider: If you kindly take it up, Sir. It is a very serious issue.

جناب چیئرمین: دیکھیں ! آپ اور جتوئی صاحب کی موشن آئی ہوئی ہے۔ ایک اور بھی آئی ہوئی ہے وہ بھی آوٹ آف ٹرن لینا ہے. So, I will put it to the House.

Right.

Syed Iqbal Haider: Right. I hope the House will agree that at least this heinous act of public hanging is stopped.

Mr. Chairman: In the meantime, you have ample time to lobby with them.

There is a privilege motion, Hafiz Hussain Ahmed Sahib (Pause). On personal explanation, Gen. Saeed Qadir Sahib.

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر: جناب چیئرمین ! میں ایوان سے معافی مانگنا چاہتا ہوں کہ کل ایوان میں جو بحث ہوئی تھی اس میں کچھ دیر کے لئے موجود نہیں تھا اور میری غیر حاضری میں نج کاری کے متعلق کچھ معاملات زیر بحث آئے ہیں۔ اس سے اور اخبار کی خبروں سے میرے استحقاق پر کچھ اثر پڑتا ہے۔ جو اخبار میں نے آج صبح دیکھا ہے' اس میں لکھا گیا ہے کہ اس ایوان بالا کے سینٹروں نے فرمایا ہے کہ ایک جنرل کو نج کاری کمیشن کا سربراہ مقرر کیا گیا ہے۔ مجھے اس بات کو پڑھ کر بڑا افسوس ہوا کہ میرے بھائی جو یہاں موجود ہیں جن کے ساتھ میں سات سال سے بیٹھا ہوں اور میں باقاعدہ انہی کی طرح الیکٹ ہو کر اس ایوان میں آیا ہوں ان کو اس بات کا خیال نہیں ہے کہ میں ان کا سینٹر بھائی ہوں۔ یہ ضرور ہے کہ 40 سال میں نے اس ملک کی خدمت کی اور اس ملک کی خدمت کے لئے اپنی جان حاضر کی۔ میں نے 40 سال فوج کی نوکری کی اور مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں ایک جنرل ہوں۔ لیکن مجھے اس بات کا بہت افسوس ہے کہ میرے بھائیوں کو یہ خیال نہیں رہا کہ اس حکومت نے اگر کسی سینٹر کو کسی مقام پر لگایا ہے تو اس کو اسی طرح عزت دینی چاہئے جیسے ان کی اپنی عزت ہے اور اس ہاؤس کا وقار' ان کا وقار اور میرا وقار ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ تو ایسی بات کرنا میں سمجھتا ہوں میرے استحقاق کو مجروح کرنا ہے اور میری آپ سے درخواست ہے کہ اس بات کو ریکارڈ سے حذف کیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ نج کاری کمیشن کا کام ٹھیک نہیں کر رہا تو آپ کا حق بنتا ہے آپ یہاں قرارداد پاس کریں اور اس نج کاری کمیشن کو برخاست کروا کر دوسرا

جج کاری کمیشن یہاں بنوائیں یا نہ بنوائیں اس پر میرا کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن یہ مناسب نہیں ہو گا کہ اس کو اس طرح مجھے نشانہ بنایا جائے۔ اگر آپ نے حکومت کی پالیسیوں پر تنقید کرنی ہے تو آپ کو چاہئے کہ آپ اس کو اپنی پارلیمنٹری پارٹی میں لے کر آئیں یا پھر اتنی ہمت ہی دکھائیں کہ یہاں پر اپنے استعفے پیش کر دیجئے اور باہر سے دوبارہ الیکشن لڑ کے آیئے جس طرح آپ منتخب ہو کر آئے ہیں اسی طرح میں ایوان میں منتخب ہو کر آیا ہوں۔

جناب چیئرمین : شکریہ !

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر : جناب چیئرمین ! The point at issue was— اس کو حذف کرنے کی میری درخواست ہے۔

جناب چیئرمین : وہ میں دیکھ لوں گا اس پر کیا ہو سکتا ہے۔ Then I shall decide حافظ صاحب !

حافظ حسین احمد : جناب چیئرمین ! آج کے سوالات میں تقریباً 30 سوالات ایسے ہیں جن کے بارے میں یہ کہا گیا کہ یہ سوال اگلی باری تک ملتوی کر دیا گیا ہے۔ پہلا تو یہ ہے کہ یہ باری سے کیا مراد ہے ؟

جناب چیئرمین : باری سے مراد یہ ہوتی ہے ہم ہر منسٹری کے لئے ایک روٹا ڈے مقرر کرتے ہیں ہر ہفتے تو اگلی کا مطلب یہ ہے کہ جب اگلی باری آئے گی اس وقت رکھ دیئے جائیں۔

حافظ حسین احمد : اس میں اگر نام بھی دے دیتے جس طرح اکثر دیتے ہیں کہ فلاں سینٹر نے سوال کیا ہے اور جواب موصول نہیں ہوا تو کم از کم پتہ تو چلے کہ یہ سوالات کس نے کئے ہیں۔

جناب چیئرمین : نام بھی نہیں دیئے ہوئے یہ کونسا سوال ہے !

حافظ حسین احمد : اس میں تیس سوالات ہیں۔

جناب چیئرمین : اس میں سینٹر کا نام ہی نہیں ہے۔

حافظ حسین احمد : یہ سوال اگلی باری تک ملتوی کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح کوئی تیس سوالات ہیں۔ ان سے یہ پتہ بھی نہیں چلتا کہ یہ کس محکمے سے پوچھے گئے کس وزیر سے متعلق ہیں اور کس نے پوچھے ہیں۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے جی ! میں اس کو دیکھ لیتا ہوں اور انشاءاللہ کوشش کریں گے کہ آئندہ ایسا نہ ہو۔ عبداللہ شاہ صاحب ! آپ کی ایک privilege موشن ہے۔

PRIVILEGE MOTIONS

(i) *RE*: ARREST OF SOME MEMBERS OF THE PARLIAMENT

Syed Abdullah Shah: I beg to move the following motion on the breach of my privilege as a Senator.

On 4-8-1991, under my party direction, I had to observe token hunger strike form 8 a.m. to 8 p.m. I reached have by train on 3-8-91 and I learnt that the Administrator wanted to arrest me so that I may not be able to sit for hunger strike on 4-8-1991, I, alongwith Haji Mohammad Bakhsh Jamali M.N.A. and Syed Ghulam Shah Jilani M.P.A., remained in hiding and on 4-8-1991 we all came out of our hide-out for the strike. We were immediately surrounded by the police who tried to stop us and took us away. With great difficulty we reached the spot where hundreds of party workers were waiting for us. We were joined by Rafiq Ahmed Mahesar, MNA and other office bearers of the party.

D.S.P. Brohi and one S.H.O. Daud approached us to rise and accompany them as we were under arrest. On the resistance of party workers, police lathi charged the crowd and started packing them in police trucks. Finally, I alongwith Haji Mohammad Bakhsh Jamali, MNA, Syed Ghulam Shah Jilani MPA and several other workers including ladies (one of them was Rasheeda Panuhar, *ex*-MPA) were taken to Dadu Police Station and made to sit outside on the ground. Again we were packed in a police pick-up and were taken to Johi Police Station. From there, we were taken to Sehwan Police Station. From there, we were shifted to Irrigation Rest House at Sehwan and kept in confinement till 10 p.m. By arresting me for no offence and not informing the Chairman Senate, breach of my privilege has been committed which requires action by the Senate. (as reported in daily Nation and Ibrit dated 5th Aug. 1991.)

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Ch. Shujat Hussain: Opposed.

Mr. Chairman: You are opposing?

Ch. Shujat Hussain: Yes.

Syed Abdullah Shah: Mr. Chairman, a similar motion was moved when I was arrested at Jacobabad alongwith several other legislators, MPAs and MNAs and that was not opposed. It was admitted and referred to the Privileges Committee. Now, the point is, as you know, that there is no law on the privileges of the members but there is at least one thing that if a member is arrested then the Government is bound to inform you, the Senate that such and such member has been arrested for this or that offence. Here I can prove it before the Committee that I was really in confinement in presence of hundreds of people and at least you were not informed about it. So, I do not know on what grounds the honourable Minister is opposing it. Last time he did not oppose such a motion.

جناب چیئرمین : یہ بتائیں token hunger strike کیا ہوتی ہے یعنی بارہ گھنٹے کی۔ یہ تو بہت زیادہ ہے۔

Syed Abdullah Shah: It was for 12 hours. It was not the month of Ramazan. It was for twelve hours.

جناب چیئرمین : تو پھر یہ ٹوکن تو نہ ہوئی جی۔

Syed Abdullah Shah: I do not know on what grounds the honourable Minister is opposing, last time he did not oppose such a motion. There is no difference. We were in confinement illegally before and also in confinement illegally this time.

Mr. Chairman: Were you given the grounds for arrest?

Syed Abdullah Shah: Nothing.

Mr. Chairman: But no your own admission, you have comitted an offence by going on hunger strike which amounts to attempt to commit suicide.

Syed Abdullah Shah: Then, I will be guided by you.

Mr. Chairman: No, I just wanted to know whether you were given the grounds.

Syed Abdullah Shah: I am not going to with draw if I have to go on hunger for three days, rest assured.

Mr. Chairman: So, it is not an attempt to commit suicide.

Syed Abdullah Shah: Absolutely not.

جناب چیئرمین : جی چوہدری صاحب بتائیں کہ why did you not inform the Chairman Senate? Yes, point of order.

میر سہراب خان کھوسو : پوائنٹ آف آرڈر' جناب عبداللہ شاہ صاحب کی تکلیف کے پیش نظر انہیں hunger strike سے باز رکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

Syed Abdullah Shah: No Sir, we continued our hunger strike, we did not take any food all this time.

چوہدری شجاعت حسین : جناب چیئرمین ! جہاں تک معزز سینٹر نے پچھلے واقعہ کا ذکر کیا ہے جو یہاں privileges کمیٹی کو بھیجا گیا تو وہ مختلف معاملہ تھا۔ وہ اس طرح کا نہیں تھا کہ وہ کسی hunger strike کے اوپر جا رہے ہوں گے۔ وہاں اور ایم این ایز اور دوسرے حضرات تھے الیکشنو ں کے دوران آپ کو یاد ہو گا اس سلسلے میں ہم نے کہا کہ ٹھیک ہے یہ privileges کمیٹی میں جانا چاہئے۔ جہاں تک اس privilege موشن کا تعلق ہے اس سلسلے میں حکومت سندھ نے ہمیں جو رپورٹ بھیجی ہے اسی کے اوپر ہم اکتفا کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے رپورٹ بھیجی ہے کہ ڈی آئی جی حیدر آباد اور ایس پی دادو دونوں نے مل کر انکوائری کرائی اور 4 اگست کو کسی سینٹر کو گرفتار نہیں کیا گیا اور نہ ہی انہیں اس طرح کی کسی confinement میں رکھا گیا ہے۔ لیکن انہوں نے یہ ضرور لکھا کہ اس دن وہاں انہوں نے لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا کرنے کی کوشش کی جیسے کہ انہوں نے اپنے privilege موشن میں بھی بہت سے حضرات کا ذکر کیا ہے کہ یہ حضرات وہاں موقع پر موجود تھے اور بہت سے ورکرز بھی موجود تھے لیکن hunger stricke کا مسئلہ تھا جس طرح انہوں نے خود ذکر کرنے کی کوشش کی ہے خاص طور پر انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے اس دن کسی سینیٹر کو گرفتار نہیں کیا۔ یہ پرونشل گورنمنٹ نے رپورٹ بھیجی ہے۔

Mr. Chairman: *prima facie* I have the statement of the honourable Senator saying that he was arrested and confined on the day and *prima facie* there is no reason to disbelieve the statement of the honourable Senator. The matter would go to the Privileges Committee for investigation and the committee will also scrutinize and also look into the reason why the Chairman Senate was not informed as per the rules of the Senate. So, this goes to the Privileges Committee.

Syed Abdullah Shah: Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Faseih Iqbal Sahib point of order.

سید فصیح اقبال : پوائنٹ آف آرڈر۔ شبیر بھٹو صاحب جو "فرنٹیئر پوسٹ" کے ہیں ان کی گرفتاری "نوائے وقت" کے دفتر اور "جنگ" کے جلانے کے سلسلے میں میں نے درخواست کی تھی کہ وزیر داخلہ صاحب ہاؤس میں بیان دیں گے۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ مجھے ایک دن کی مہلت دیجئے۔ دوسرے دن میں ہاؤس میں بتاؤں گا حکومت نے کیا قدم اٹھایا ہے اور یہ کراچی چلنے کے لئے تیار ہیں۔ میں انفارمیشن منسٹر صاحب سے بھی درخواست کروں گا کہ ایک ڈیٹ رکھ لیں تاکہ ان کو موقع پروزٹ کریں۔

Mr. Chairman: Look, you are asking a question.

سید فصیح اقبال : حکومت اس طرف توجہ کرے۔

جناب چیئرمین : آپ کو طریقہ میں بتاتا ہوں۔ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے آپ نے موشن دی ہوئی ہے۔ آپ بات کریں۔ It should be taken out of turn. آج ڈسکس کر لیں لیکن آپ پوائنٹ آف آرڈر پر سوال پوچھتے ہیں۔

سید فصیح اقبال : انہوں نے کہا تھا کہ میں پرسوں ہاؤس میں بتاؤں گا تو میں معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وزیر داخلہ کو معلومات حاصل ہو گئی ہیں یا نہیں ؟

جناب چیئرمین : وزیر صاحب ! آپ اس پر کوئی بیان دینے کو تیار ہیں ؟

چوہدری شجاعت حسین : آج صبح ہم نے ان سے دوبارہ پوچھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ جہاں تک "جنگ" اور "نوائے وقت" کا تعلق ہے ان کے متعلق آج ہم ہر صورت میں آپ کو رپورٹ بھیج دیں گے۔ میرا خیال ہے وہ مکمل رپورٹ آ جائے کیونکہ "فرنٹیئر پوسٹ" کی تو آ گئی تھی لیکن مکمل آ جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

جناب چیئرمین : کب تک مل جائے گی۔

چوہدری شجاعت حسین : کل تک۔

جناب چیئرمین : چلو فصیح صاحب کل بیان دے دیں گے۔

ADJOURNMENT MOTIONS

Mr. Chairman: Now, we come to the adjournment motions. Now there is an adjournment motion which I have received from Mr. Jatoi and Mr. Iqbal Haider and they have also requested that it should be taken out of turn, so I will put it to the House.

جناب اعجاز علی خان جتوئی : جناب چیئرمین ! میں اس میں صرف...........

جناب چیئرمین : میں سمجھا دیتا ہوں انہوں نے یہ ایڈجرنمنٹ موشن دی ہے جس میں انہوں نے یہ کہا ہے (مداخلت) آپ کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : پوائنٹ آف آرڈر۔ میں نے ایک تحریک التواء پیش کی ہے۔ آج جو تحریک التواء پیش ہو رہی ہیں ان میں میرا نمبر پہلے ہے لیکن آج بھی میری تحریک التواء نہیں آ رہی ہے۔

جناب چیئرمین : کس چیز پر آپ کی تحریک التواء ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : مہمند ایجنسی کے بارے میں۔

جناب چیئرمین : ہو سکتا ہے کہ اس کو ایڈمٹ نہ کیا ہو چیمبر میں اس کو ختم کر دیا ہو۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب والا ! admitted ہے۔

MOTION UNDER RULE 236

جناب چیئرمین : پتہ کریں۔ اقبال حیدر صاحب اور اعجاز جتوئی صاحب نے ایڈجرنمنٹ موشن دی ہے کہ ایک قائم مقام چیف منسٹر سندھ میں لگایا گیا ہے جو ان کے بقول آئین کے مطابق نہیں ہے بلکہ اس کی خلاف ورزی میں ہے اور وہ کہتے ہیں کہ یہ ایڈجرنمنٹ موشن آؤٹ آف ٹرن لی جائے۔ آپ بتادیں کہ why it should be taken out of turn?

جناب اعجاز علی خان جتوئی : یہ Constitution violation ہے یہ ہاؤس دستور کا کسٹوڈین ہے کیونکہ یہ ہاؤس فیڈریشن کو represent کرتا ہے۔ فیڈریشن میں آرٹیکل 130 میں کہیں بھی Acting Chief Minister کا پرویژن نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : نہیں وہ تو بحث کی بات ہے اس وقت تو صرف اتنا سوال ہے کہ اس کو آؤٹ آف ٹرن کیوں لیا جائے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : اس لئے لیا جائے کہ وہاں پر 15 اکتوبر کو چیف منسٹر سندھ جب علاج کے لئے باہر گئے تو اس وقت صورت حال یہ تھی کہ سینئر منسٹر جو تھے وہ پیر صاحب پگاڑو کے بیٹے صبغت اللہ شاہ تھے۔ جبکہ Acting Chief Minister جس کا کوئی ذکر اس آرٹیکل میں نہیں ہے' اس کو unconstitutionally Acting Chief Minister declare کیا گیا۔

جناب چیئرمین : وہ صحیح ہے' وہ تو آپ بحث کریں گے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : Out of turn اس لئے جناب ! کہ ایک صوبہ ہے جس میں بغیر لیگل گورنمنٹ کے آرڈر پاس ہو رہے ہیں' کل کوئی کورٹ میں جا سکتا ہے کہ جی' یہ جو قائم مقام چیف منسٹر بنا یا ہوا ہے اس کی رولز میں کوئی provision نہیں ہے اور جو وہ آرڈر پاس کرے گا' آپ کو پتہ ہے سٹینڈ نہیں کرے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو صورت حال ہے..........

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے جی' میں اسے ہاؤس میں Put کرتا ہوں I will put it to the House. جی' جناب آپ کو کوئی اعتراض ہے......

جناب اعجاز علی خان جتوئی : جناب ! یہ بہت ہی important issue ہے' میں سمجھتا ہوں کہ اس کو آج ہاؤس میں لیا جائے۔ میں request کرتا ہوں کہ اسے ہاؤس میں آج لیا جائے۔

چوہدری امیر حسین : جناب والا ! پہلے جو موشنز لگی ہوئی ہیں وہ بھی ساری بڑی important ہیں۔ اگر کوئی Constitution کی violation ہے تو اسے proper forum میں چیلنج کریں۔

جناب چیئرمین : بہرحال ! میں پٹ کر دیتا ہوں۔ اس کا فیصلہ ہاؤس کرے گا۔

It has been moved by M/s Ejaz Jatoi and Syed Iqbal Haider that their adjournment regarding the appointment of the Acting Chief Minister of Sindh may be taken out of turn and this has been moved under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988.

(*The motion was negatived*)

ایک معزز رکن : Ayes کی زیادہ آواز تھی۔

جناب چیئرمین : میں اسے دوبارہ Put کر دیتا ہوں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : دیکھیں ! میں عرض کرتا ہوں کہ یہ معاملہ بڑا سنجیدہ ہے۔

جناب چیئرمین : وہ صحیح ہے لیکن مجھے بتائیں کہ میں اسے کیسے ڈیل کروں ؟

جناب اعجاز علی خان جتوئی : میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ میری اس موشن کے سلسلے میں اس طرح سے جذباتی انداز میں فیصلہ نہیں ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین : میں جتوئی صاحب اسے دوبارہ پیش کرتا ہوں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : Ayes کی آوازیں زیادہ تھیں۔

جناب چیئرمین : میں دوبارہ Put کر دیتا ہوں............ (مداخلت)

Mr. Hasan A. Shaikh: Since 1947 Sir, I considered myself as Sindhi as much as my learned friend considers himself as Sindhi.

Mr. Chairman: Quite right.

Mr. Hasan A. Shaikh: I am not a Non-Sindhi although I don't belong to MQM but I am a Sindhi, could I not be a representative of Sindhis.

(ڈیسک بجائے گئے)

(مداخلت)

جناب چیئرمین : دیکھیں ! اگر آپ ہسٹری پر جائیں گے تو انڈس ویلی تھی، سندھ اور ہند میں، ہم سب سندھی ہیں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

All the people living in the Indus valley are all Sindhis. So, I will put it to the House again.

It has been moved by Mr. Iqbal Haider and Mr. Ijaz Jatoi that the adjournment motion relating to the appointment of the Acting Chief Minister of Sindh may be taken out of turn.

(The motion was negatived)

جناب اعجاز علی خان جتوئی : جناب والا ! Ayes کی آواز زیادہ ہے۔

جناب چیئرمین : ویسے اگر آپ کو ابھی اعتراض ہے تو ممبران سے کہتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ نے یہ معاملات اس طرح سے ڈیل کرنے ہیں.........

جناب چیئرمین : deal نہیں، مجھے بتائیں اور طریقہ کیا ہے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : یہ اگر attitude ہے کہ ایک صوبے میں Illegal government ہے Unconstitutional government ہے۔

جناب چیئرمین : جتوئی صاحب ! مجھے یہ بتائیں کہ آپ اس پر ایڈجرنمنٹ موشن چاہتے ہیں۔ وہ آپ کی موشن آ گئی ہے۔ اب سوال صرف اتنا ہے کہ میں آج اسے out of turn take up کروں یا نہ کروں۔ اس کے لئے میں نے ہاؤس سے پوچھا، انہوں نے اجازت نہیں دی تو اب میں کیا کروں

سید اشتیاق اظہر : یہ غلط بات کہہ رہے ہیں..........

جناب چیئرمین : جتوئی صاحب ! اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ آپ کا ایڈجرنمنٹ موشن تو آ گیا ہے..........

(مداخلت)

جناب چیئرمین : آپ تشریف رکھیں۔ پلیز۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : جناب والا ! یہ ایک important issue ہے۔ اور میں سمجھتا تھا کہ شاید معزز ممبران ' ہمارے جو دوست ہیں 'جو اس طرف بیٹھے ہوئے ہیں ' وہ party affiliation سے above ہو کر اس موشن کو consider کریں گے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت سندھ میں practically یہ صورت حال ہے کہ وہاں پر Unconstitutional government موجود ہے ' جس کی آئین میں کوئی provision نہیں ہے۔ آپ اس معاملے میں مجھ سے زیادہ ماہر ہیں۔

سید اشتیاق اظہر : پوائنٹ آف آرڈر۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : سید اشتیاق اظہر صاحب ! Please sit down. میں آپ کو موقع دوں گا جب آپ کی باری آئے گی۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : constitutional violation ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین : دیکھیں ناں ' جتوئی صاحب ! یہ ساری باتیں جو ہیں............

جناب اعجاز علی خان جتوئی : اگر یہ فورم Constitutional violation کو نہیں سمجھتا کہ کوئی بڑی بات ہے تو میں اس behaviour پر token واک آؤٹ کرتا ہوں۔

سید عباس شاہ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین : جی آپ کا کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

Syed Abbas Shah: Sir, the honourable member said that it is unconstitutional government, his brother is member of that un-constitutional government, he should resign and then tell us that that is unconstitutional.

Mr. Chairman: So, this adjournment motion will be taken in its due time. جب بھی یہ آئے گی۔

Now, we taken up the other adjournment motions. Syed Ishtiaq Azhar Sahib, Hafiz Hussain Ahmad Sahib, Syed Fasieh Iqbal Sahib this is the adjournment motion regarding the procession taken up by

the workers of daily 'Imroze' at Lahore on the termination notices to its employees. Syed Ishtiaq Azhar Sahib.

(i) *RE*: RETRENCHMENT OF EMPLOYEES OF NPT.

Syed Ishtiaq Azhar: It has been reported in the 'Jang' Karachi, dated 13th September, 1991, that one thousand employees of the National Press Trust belonging to the daily 'Imroze' to which I also belong and daily 'Morning News' have been retrenched because the present Chairman of the NPT has ordered their retrenchment. The Government decided that these two newspapers would be handed over to the private agencies. "The Jang" Karachi.

Would the Minister Incharge for Information and Broadcasting throw light on the retrenchment of these 1000 employees and would it not be possible to absorb them elsewhere in other newspapers? Would it not be possible for him to use his good offices for helping these unfortunate employees in getting employment elsewhere? All of them are capable and dedicated in performing their duties and the closure of 'Imroze' and 'Morning News' is not their fault.

I, therefore, request that the normal proceedings of the Senate be suspended and this unfortunate incident be fully discussed in the meeting.

Mr. Chairman: Ishtiaq Azhar Sahib I go further. I would like to
You just نہیں ہوتے ہیں arguments, inferences. کہ تحریک التوا پر tell you.
You just give the facts and say 'ہے unfortunate کہ یہ state the facts
اور اس کے ساتھ بحث کرنا جو ہے یہ نہیں ہوتا ہے کہ اس کو discuss کیا جائے۔ جی
حافظ حسین احمد صاحب !

حافظ حسین احمد : ذرا میری تحریک کا نمبر بتا دیں۔

جناب چیئرمین : آپ کا نمبر 84 ہے۔

حافظ حسین احمد : اشتیاق اظہر صاحب !

جناب چیئرمین : 65 ہے۔

حافظ حسین احمد : روزنامہ "انتخاب" مورخہ 14 ستمبر 1991ء کے مطابق روزنامہ "امروز" لاہور کے تین سو سے زائد کارکنوں کی برطرفی کے نوٹس کے بعد اخباری کارکنوں نے جلوس نکالا۔ اس اہم مسئلہ پر اجلاس کی جاری کارروائی روک کر بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین : فصیح اقبال صاحب ! آپ بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔

سید فصیح اقبال : میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ انتہائی اہمیت کے اس فوری واقعہ کو ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔ اخباری خبر کے مطابق روزنامہ "امروز" لاہور کے تین سو سے زائد کارکنوں کی برطرفی کے نوٹس جاری کر دیئے گئے۔ کارکنوں نے مشتعل ہو کر جلوس نکالا۔ لہٰذا اس مسئلہ پر ایوان میں بحث کی جائے۔

جناب چیئرمین : جی لالیکا صاحب ! آپ اسے اپوز کر رہے ہیں۔

جناب عبدالستار لالیکا : جی ! اپوز کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین : جی، سید اشتیاق اظہر صاحب !

How is this admissible as an adjournment motion?

سید اشتیاق اظہر : جناب والا ! یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے۔ اس کا تعلق ایک ہزار ملازمین کی روزی سے ہے۔ اور ایک ہزار کو روزگار سے بے روزگار کرنا، صرف اس وجہ سے کہ اس اخبار کو پریس ٹرسٹ سے واپس لیا جا رہا ہے، صحیح نہیں ہے۔ ان میں ملازمین کا کوئی قصور نہیں ہے۔

اس کے بارے میں اول تو فیصلہ یہ ہونا چاہئے تھا کہ اخبار پہلے جس ادارے کی ملکیت تھا، اسے واپس کیا جاتا اس کو چلانے کا انہیں موقع دیا جاتا۔ یہ کہ اخبار کو بند کر دینا جو ہے یہ کسی طرح بھی مستحسن اقدام نہیں ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ اس فیصلہ پر غور کیا جائے اور میں وزیر اطلاعات سے بھی درخواست کروں گا کہ وہ اس بات پر بھی غور کریں کہ جب "امروز" پہلے بھی کسی کی ذاتی ملکیت میں تھا تو کیا یہ فیصلہ کرنے سے پہلے اس کو واپس لینے کی پیشکش کی گئی تھی یا نہیں۔ اگر کی تھی تو کیا اس ادارے نے انکار کر دیا۔ اگر یہ بات بھی ٹھیک ہے تو چاہئے یہ تھا کہ پھر اس ادارے کو پبلک سیل کے لئے offer کیا جاتا، جو بھی اسے خریدنا چاہتا اسے خریدنے اور چلانے کا موقع دیا جاتا۔ abruptly ایک اخبار کو بند

کرنا اور ایک ایسے اخبار کو، جس سے فیض احمد فیض کا تعلق رہا ہو' یا جن سے بڑے بڑے سینئر صحافی متعلق رہے ہوں' بند کرنا جو ہے ایک بڑا المیہ ہے۔ اور یہ المیہ ایسا ہے کہ اس پر بحث ہونی چاہئے۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ حافظ حسین احمد صاحب !

حافظ حسین احمد : شکریہ جناب چیئرمین ! جہاں تک روزنامہ امروز کے کارکنوں کا تعلق ہے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک عجیب بات ہے کہ پچھلے ادوار میں بھی ہر حکومت نے اپنے مخصوص مفادات کے حصول کے لئے اخبارات پر اپنا کنٹرول برقرار رکھنے کے لئے مختلف حربے استعمال کئے ہیں۔ لیکن یہ ایک انوکھا واقعہ ہے یہ اخبار خود حکومت کی زیر نگرانی چل رہا ہے۔

جناب والا ! یہ صرف "امروز" اخبار کا مسئلہ نہیں یا اس کے کارکنوں کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ بد قسمتی سے کچھ عرصہ سے ملک کے تمام اخبارات کے ساتھ یہ سلوک روا رکھا جا رہا ہے۔ میں بصد احترام یہ کہوں گا کہ جہاں تک لاہور کے اخبارات کا تعلق ہے' ہم اس کے بارے میں تحاریک التواء دیتے ہیں لیکن اگر سندھ کے اخبارات کے بارے میں ہمارا رویہ اور ہماری سوچ اسی انداز سے ہو' ہماری پارٹیوں کی سوچ اسی انداز سے ہو تو یہ بات ہمارے لئے زیادہ حقیقت پسندانہ ہو گی۔ وہاں "نیوز" کے کامران ایک حملے میں زخمی ہوئے۔ وہاں پر "تکبیر" کے ایڈیٹر کے گھر کو جلایا گیا۔ صلاح الدین صاحب پر کئی بار حملے کئے گئے۔ "جنگ" کراچی پر حملے کئے گئے اور اس کے بعد اب "امروز" کے ملازمین کے ساتھ یہی صورت حال روا رکھی جا رہی ہے۔ روزنامہ انتخاب جو بلوچستان سے چھپتا ہے اس کے اداریئے کی وجہ سے اس کے تمام تر اشتہارات بند کر دیئے گئے۔ ایک حکومتی اخبار کے کارکنوں نے جو مظلوم ہیں پارلیمنٹ کے سامنے مظاہرہ کیا اور اپنی بات پہنچانے کی کوشش کی گئی تو جناب چیئرمین ! اسی پارلیمنٹ کے سامنے پولیس نے ان پر لاٹھی چارج کیا اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے پارلیمنٹ اور اس ایوان کی توہین ہوئی ہے۔ یہاں پر کچھ عرصے سے یہ چلا آ رہا ہے کہ اپوزیشن سے زیادہ پریس گیلری سے واک آؤٹ ہوتے رہتے ہیں۔ یہ ایک ایسا انداز ہے جس پہ ہمیں غور کرنا چاہئے اور حکومت کو پریس کے ملازمین' صحافیوں اور ان کی املاک کا تحفظ کرنا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ لالیکا صاحب

ہمارے محترم ساتھی ہیں۔ انہیں اس کو oppose نہیں کرنا چاہئے تھا کیونکہ اپوزیشن میں رہ کر ہمارے خیالات کچھ اور ہوتے ہیں ہم کچھ اور باتیں کرتے ہیں۔ لیکن اقتدار میں آ کر ہم کچھ اور کرتے ہیں۔ میں یہی گزارش کروں گا کہ چونکہ یہ ایک حساس مسئلہ ہے اس پہ حکومت توجہ دے۔ شکریہ۔

سید فصیح اقبال : جناب چیئرمین ! جہاں تک ہمارے معزز ممبر حافظ حسین احمد صاحب نے فرمایا وہ تو اس موضوع سے ہٹ کر ہے جس پر بعد میں' میں بات کروں گا۔ لیکن "امروز" کے سلسلے میں عرض کروں گا کہ نیشنل پریس ٹرسٹ کے اخبارات کو حکومت سے آزاد کرنے کے سلسلے میں ہر حکومت نے وعدہ کیا تھا۔ یہ پہلی حکومت ہے جس نے جرات سے فیصلہ کیا کہ اس اخبار کو ڈی نیشنلائز کیا جائے۔ اب مسئلہ ہے ان کے کارکنوں کا' ہماری ہمدردی ان کے ساتھ یہ ہے کہ ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جو آپ دوسرے لیبرز کو پیکیج دے کر کر رہے ہیں اور میرا اندازہ یہ ہے کہ اب تک حکومت نے ان کو بنکوں سے کروڑوں روپے قرض لے کر دیئے ہیں۔ پچھلی تمام حکومتوں نے بڑے سفارشی لوگ رکھے ہیں اور جو صحیح جرنلسٹ ہیں ان کی حق تلفی ہوئی اور اسی وجہ سے یہ ادارے خسارے میں گئے۔ اور یہ حکومت کا کام نہیں ہے کہ کسی اخبار کو کنٹرول کرے جب اس حکومت نے اتنا اچھا فیصلہ کیا تو چاہئے یہ تھا کہ اس کا فیصلہ فوری طور پر کر دیا جاتا۔ اب یہ ایک سال سے linger on ہو رہا ہے اور جو "امروز" کے سلسلے میں ہے اور "امروز" کے ورکرز کا یہ مطالبہ ہے کہ ان کی گریجویٹی' الاؤنسز ان کی تنخواہیں بروقت دے دی جائیں اور جس طرح آپ نے دوسرے کارکنوں کے لئے پیکیج کیا ہے ان کے ساتھ بھی کریں۔ تمام ورکرز کے ساتھ انصاف کی بنیاد پر فیصلے کئے جائیں اور پچھلے دنوں صحافیوں کے جلوس پر جو لاٹھی چارج ہوا تھا۔ اس واقعہ کی میں مذمت کرتا ہوں اس لئے کہ وہ پرامن جلوس لے کر آ رہے تھے۔ ابھی مجھے پتہ چلا ہے کہ "مشرق" کے کارکنوں کو بھی تین ماہ سے تنخواہ نہیں ملی۔ "مارننگ نیوز" کے کارکنوں کو بھی تنخواہیں نہیں ملیں یہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ اپنے کارکنوں کو وقت پر تنخواہ دے اور ان کے جتنے الاؤنسز ہیں وہ ادا کرے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ جناب لالیکا صاحب !

جناب عبدالستار لالیکا: جناب چیئرمین ! پہلا تو دکھ اس بات کا ہے کہ حافظ حسین احمد صاحب نے تحریک التواء کچھ دی اور سٹیٹمنٹ کچھ داغ دی۔ شکر ہے کہ محترم فصیح اقبال صاحب نے جو اس تحریک کی روح ہے اس کی طرف اشارہ کیا اور اشتیاق اظہر صاحب نے اس مسئلے کو صحیح طرح سے highlight کیا۔

حضور والا ! اس میں چند حقائق ہیں جو میں آپ کے سامنے لانا چاہوں گا کہ اس کی dis-investment پہلی دفعہ 3/جون 1990ء کو advertise ہوئی تھی جس کے بعد کوئی بھی آفر نہیں آئی اور کوئی بھی ان اداروں کو لینے کے لئے تیار نہیں ہے۔

اب میں روزنامہ "امروز" کے بارے میں معزز ایوان کو تھوڑا سا عرض کر دوں اس کی لاہور اور ملتان کی سرکولیشن ملا کر تین ہزار ہے۔ اور اشتیاق اظہر صاحب نے پتہ نہیں فگرز کہاں سے لئے۔ اس کے employees ہیں 291' سرکولیشن دیتی ہے تین ہزار' حکومت کا ماہانہ اس پر خرچہ 33 لاکھ آتا ہے۔ آمدنی 6 لاکھ ماہانہ ہے۔ اس طریقے سے ہر مہینے حکومت تقریباً 27 لاکھ روپے اپنی گرہ سے ادا کر رہی ہے اور یہ وہ پیسہ ہے جو ہم ٹیکسوں سے عوام سے اکٹھا کرتے ہیں عوام کی بہتری کے لئے۔ ہم 27 لاکھ روپے ماہانہ روزنامہ "امروز" کو دے رہے ہیں۔ اسی طریقے سے جو "مارننگ نیوز" ہے اس کی سرکولیشن 2200 ہے۔ اور حکومت کا اس پر 12 لاکھ روپے ماہانہ خرچہ آتا ہے۔ اور اس میں بھی حکومت ساڑھے نو لاکھ روپیہ کا نقصان برداشت کر رہی ہے۔

جناب ! جہاں تک روزنامہ "امروز" کا تعلق ہے یہ P.P.L. کا اخبار ہے۔ وہاں دو یونین ہیں۔ ایک یونین کو صلاح الدین بٹ صاحب lead کرتے ہیں اور دوسری یونین کو مولانا آفاق صاحب lead کرتے ہیں اور یہ دونوں B.C.A. نہیں ہیں اور دونوں کا آپس میں اتفاق بھی نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم نے نیشنل پریس ٹرسٹ کو کہا ہے کہ وہ ان کے ساتھ بیٹھ کر بات چیت کریں اور کارکنوں کی بہتری کو طے کریں۔ میں اس بات کا سید فصیح اقبال صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم ان کے ساتھ بات چیت کر رہے ہیں۔ جو یہ کہنا ہے کہ ان کے ساتھ انہی شرائط پر جو دوسرے پرائیویٹ اداروں سے متعلق ہیں ڈیل کریں' بیان دے دینا تو بڑا آسان ہے کہ وہی شرائط ہم لاگو کر دیں لیکن حالت یہ ہے کہ اس کو لینے والا ہی کوئی نہیں ہے۔ وہ شرائط کس پہ لاگو کی جائیں دیکھنے والی یہ بات ہے۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم ان دونوں unions کے ساتھ اور متعلقہ صحافیوں کے ساتھ اس بات کو طے کر رہے ہیں اور حکومت کو اس میں چاہے جتنا بھی مالی بوجھ اٹھانا پڑا حکومت اٹھائے گی کیونکہ ہمیں اپنی ذمہ داری کا احساس ہے۔ ہم ان کے ساتھ معاملات کو احسن طریقے سے طے کریں گے۔ اس کے لئے ہمیں جو بھی بوجھ برداشت کرنا پڑا حکومت پاکستان وہ بوجھ برداشت کرے گی۔ میں نے جو حقائق ہیں وہ آپ کے سامنے رکھ دیئے ہیں۔ اب میں اپنے فاضل ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ ان حقائق کے پیش نظر وہ اسے پریس نہ کریں۔ وہاں بات چیت جاری ہے ہم ان کے ساتھ کوئی زبردستی نہیں کریں گے۔ حکومت پاکستان نے پہلے ہی 5 کروڑ کی رقم مخصوص کی ہے کہ ان کی گریجویٹی' الاؤنسز اور نوٹس pay, leave, ہے اور باقی جو سارے ان کے معاملات ہیں طے کرنے کے لئے' ہم ان کے ساتھ اچھا فارمولا طے کریں گے یہ نہیں کہ ہم ان کے حقوق کو سلب کر لیں۔ صحافیوں کے لئے ہمارے دل میں بہت عزت واحترام ہے۔ جن لوگوں نے اس ادارے کے ساتھ جتنا کام کیا ہے ہم ان کو کسی اندھے کنوئیں میں دھکا دینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔ بات چیت جاری ہے اور انشاءاللہ دونوں حضرات فصیح اقبال اور اشتیاق اظہر صاحبان کو informed رکھیں گے۔

<u>جناب چیئرمین :</u> اور حافظ صاحب..........؟

<u>جناب عبدالستار لالیکا :</u> اور حافظ صاحب' لیکن چونکہ ان دونوں حضرات کا نزدیکی تعلق ہے..........

<u>جناب چیئرمین :</u> آئی جے آئی سے ؟

<u>جناب عبدالستار لالیکا :</u> نہیں حضور ! صحافت سے 'اس لئے میری عرض ہے کہ ہم انہیں informed رکھیں گے لہٰذا پریس نہ کریں۔

<u>جناب چیئرمین :</u> جی اشتیاق صاحب 'فصیح صاحب ! منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ informed رکھیں گے۔ جی حافظ صاحب !

<u>حافظ حسین احمد :</u> جی بالکل صحیح ہے جناب ! ہمیں بڑی خوشی ہوئی کہ اگر ہماری بات نہیں مانی گئی..........

<u>جناب چیئرمین :</u> آپ کی بات مانی گئی ہے......

حافظ حسین احمد : کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ اصل مسئلہ صحافیوں کے مسائل کا حل ہے۔ میں عرض کروں کہ ہر جماعت نے .N.P.T کو توڑنے کی بات کی ہے اور ان کے جو افسران اعلیٰ کے جو الللے تللے ہیں ان کے لئے غریب صحافیوں اور کارکنوں کو کیوں قربانی کا بکرا بنایا جارہا ہے۔ جناب ! ہم وزیر اطلاعات صاحب سے یہی گزارش کریں گے کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ اندھے کنویں میں ہم انہیں نہیں ڈالیں گے۔ آپ انہیں گڑھے میں بھی نہ ڈالیں۔ ہم کہتے ہیں ان کے حقوق ہیں۔ اگر کوئی اخبار نہیں چلتا حکومت کی پالیسی ہے لیکن اس میں کارکنوں کا کیا قصور ہے جنہوں نے 14 ' 15 ' 20 سال سے خدمات انجام دی ہیں۔ اگر وہ یہاں نکلیں گے تو ان کو کہاں ملازمت ملے گی۔ اصل مسئلہ ان کا ہے اور ہم نے کبھی بھی اس کو اس انداز میں استعمال نہیں کیا اور ہم سمجھتے ہیں اگر واقعی مخلصانہ طور پر اس مسئلے کو لیں گے اور اس سے صحافی مطمئن ہوں گے اور ان کو حقوق ملیں گے ہم بھی یہی چاہتے ہیں اس لئے میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین : فصیح اقبال صاحب ! آپ بھی پریس نہیں کرتے۔

سید فصیح اقبال : جی میں بھی پریس نہیں کرتا اور وزیر اطلاعات کے بیان کا خیر مقدم کرتا ہوں کہ انہوں نے اسی طرح سے سوچا جس طرح سے کارکنان کے مفادات ہیں صرف یہ درخواست ضرور کرتا ہوں کہ اس طرح نج کاری کے لئے جو آپ نے bids کار کھا ہے آپ علی الاعلان اخبارات میں اشتہار دے دیں کہ یہ قابل فروخت ہیں اور جو لوگ bids دینا چاہتے ہیں وہ سامنے آئیں تاکہ negotiation کے سلسلے میں لوگوں کو شک وشبہ نہ رہے تاکہ آپ کو بھی معلوم ہو اور ایوان کو بھی پتہ چلے کہ ان اخبارات کو خریدنے والے ملک میں موجود ہیں یا نہیں۔ جہاں تک ان کے حقوق کا معاملہ ہے انشاء اللہ میں آپ کو تعاون کا یقین دلاتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ان کے جب آپ حقوق کا خیال رکھیں گے تو اخبار نویس بھی آپ کے ساتھ تعاون کریں گے۔

So, it is disposed of as not pressed by the honourable Senators.

جناب چیئرمین : شکریہ جناب۔
اگلی تحریک التواء جناب سہراب خان کھوسو نمبر 41

(ii) *RE*: TAKING LOANS FROM THE B.C.C.I.

میر سہراب خان کھوسہ : جناب والا ! روزنامہ "نیوز" مورخہ 12 / اگست کی اشاعت کے مطابق بی سی سی آئی کے بینک سے کابینہ کے اراکین نے کئی بلین پونڈز کے قرضے لئے ہیں یہ ایک اہم اور فوری نوعیت کا مسئلہ ہے لہٰذا میں درخواست کرتا ہوں کہ اس مسئلے کو فوری طور پر اس معزز ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Mr. Sartaj Aziz: Opposed.

جناب چیئرمین : opposed. جی یہ کس طرح کا مسئلہ ہے نہ کوئی نام ہے نہ کوئی پتہ ہے کہ کس کے بارے میں ہے۔

میر سہراب خان کھوسہ : یہ قرضہ لینا کوئی بری بات نہیں ہے لیکن جو کٹنگ ہے میرے پاس آپ اس کو ذرا پڑھ لیں یہ ہماری موجودہ حکومت پر بڑا الزام ہے۔ بینک نے اپنے مفادات حاصل کرنے کے لئے یہ ناجائز قرضے انہیں دیئے جو کہ ناقابل واپسی ہیں کو آپریٹو بحران ہو یا کوئی دوسرا یہ اس قسم کے بحران ہیں جو کہ ہماری حکومت کے لئے بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر اس میں حقیقت نہیں ہے تو یہاں اس پر بحث کرنے سے کیا فرق پڑتا ہے کم از کم ایک کمیٹی مقرر ہو جائے جو تحقیقات کرے کہ اس میں کس حد تک حقیقت ہے۔ اس بینک کے بارے میں ہماری حکومت نے اور سابق وزیر اعظم نے سب نے یہی کہا ہے کہ یہ بینک بہت اچھا کام کر رہا ہے۔ اگر یہ بینک اچھا کام کر رہا ہے تو اس بارے میں investigate کرنے میں کیا حرج ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ ہمیں بدنامی سے بچنے کے لئے یہ بحث کرنی چاہئے تاکہ یہ الزامات ہم جھٹلا سکیں اور عوام میں ہماری پارٹی کی جو بدنامی ہو رہی ہے اس کے متعلق کچھ معلومات حاصل کی جا سکیں اس کے علاوہ اور میرا کچھ مقصد نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ جناب سرتاج عزیز صاحب !

جناب سرتاج عزیز: جناب چیئرمین ! یہ موشن رول 75 (ج) کے تحت admissible نہیں ہے۔ رول یہ ہے کہ It shall not deal with a hypothetical case. کیونکہ جہاں تک ہم نے سٹیٹ بینک سے انکوائری کی ہے کسی وزیر نے اس بینک سے کوئی قرضہ نہیں لیا

So, it is based on an incorrect reporting and therefore, it may not be taken up for discussion.

میر سہراب خان کھوسہ : جناب یہ جتنے بھی ریفرنسز ہیں اور جتنے بھی کورٹس میں مقدمے چل رہے ہیں (نا اہلیت کے لئے) ہر قسم کے خفیہ اکاؤنٹس کے بارے میں معلومات جمع کر کے کورٹ میں پیش کی گئی ہیں جن کا ذکر اخبارات میں بھی آرہا ہے ان پر کوئی پابندی نہیں ہے یہ بات میں نے کہہ دی تو اس پر..........

جناب چیئرمین : دیکھیں ! اس میں دو چیزیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اس میں کسی کا نام نہیں ہے یا تو نام ہوتا کہ مسٹر اے نے لئے ہیں تو اس کی خصوصی انکوائری ہو جاتی۔ اب یہاں پر لکھا ہوا ہے

اب کابینہ میں اس وقت کوئی چالیس پنتالیس کے قریب ارکان ہوں گے تو ان میں سے کس کو پوچھیں۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ میں نے جو انکوائری کی ہے جہاں تک حکومت نے انکوائری کی ہے اس کے مطابق جو معلومات ملی ہیں اس کابینہ میں کوئی ایسا ممبر نہیں ہے جس نے اس بینک کے پیسے دیئے ہوں۔

میر سہراب خان کھوسہ : جناب حکومت پر تو الزام ہے۔

جناب چیئرمین : الزام تو ہے لیکن نام کوئی نہیں ہے کس سے پوچھیں ؟

میر سہراب خان کھوسہ : جناب ! اس وقت پچاس وزیر نہیں تھے بلکہ تھوڑے تھے جب یہ اخبار میں آیا۔

جناب چیئرمین : یہ اس زمانے کی خبر ہے جب زیادہ ہو گئے تھے 25 اگست کو آپ نے یہ تحریک دی ہے۔

میر سہراب خان کھوسہ : میں نے 25 ر اگست کو دی ہے لیکن یہ اخبار شاید پہلے کا ہے۔

جناب چیئرمین : نہیں اخبار بھی انہی دنوں کا ہے۔ بہر حال کوئی نام ہو کوئی بات ہو تو پھر اس کو آدمی دیکھ لے لیکن وزیر خزانہ نے کہا ہے کہ ہم نے جو انکوائری کی ہے ہماری اطلاعات کے مطابق ایسا کوئی کیس نظر نہیں آیا۔

میر سہراب خان کھوسہ : ان پر تو الزام لگا ہے ان کی انکوائری کو کون مانے گا۔

جناب چیئرمین : تو آپ اس کو پریس نہیں کرتے۔

میر سہراب خان کھوسہ : نہیں جناب ! پریس نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین : پریس نہیں کرتے۔ اب تحاریک التواء کا وقت ختم ہو گیا۔ اب ہم آئٹم نمبر 3 پر آتے ہیں۔ جناب محمود احمد منٹو !

MOTION UNDER RULE 171(1)

Mr. Mahmood Ahmed Minto: I beg to move:

> that under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 that the time for presentation of report of the Standing Committee on Capital Development Authority (Amendment) Bill, 1989, be condoned till today.

Mr. Chairman: It has been moved:

> that under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 that the time for presentation of report of the Standing Committee on Capital Development Authority (Amendment) Bill, 1989, be condoned till today.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The delay stands condoned. item No. 4

REPORT OF THE STANDING COMMITTEE—LAID

Mr. Mahmood Ahmed Minto: Mr. Chairman, Sir, I beg to produce the report of the Standing Committee on the Capital Development Authority (Amendment) Bill, 1989.

Mr. Chairman: The report stands presented.

Now, Bills to be introduced, Item No. 5.

Syed Iqbal Haider: Sir, I beg to move that the Bill, the Bonded Labour System (Abolition) Bill, 1991.......

Mr. Chairman: Briefly explain please as to why leave should be granted? کیونکہ اس کے بعد leave مانگنی پڑتی ہے ہاؤس سے

Syed Iqbal Haider: Sir, before I come to the basic statement of objects and reasons I am very happy to learn from the honourable Minister for Law and Parliamentary Affairs, Ch. Amir Hussain, that perhaps, the Government has already moved this Bill or given notice of its intention to move the same Bill for the same purposes. If it is so, then I can defer the consideration today.

جناب چیئرمین : جی۔ امیر حسین صاحب سے پوچھ لیتے ہیں۔ جی چوہدری صاحب !

Ch. Amir Hussain: Sir, notice has been given and that is the Secretariat's intention to move the Bill in the Senate.

اور اس سے پہلے بھی ایک employment of child labour پر بل پاس ہو چکا ہوا ہے سینٹ سے بھی اور قومی اسمبلی سے بھی۔ دونوں کو مدنظر رکھا جائے گا اس پر حکومت کی طرف سے ایک جامع بل پیش کرنے کے لئے نوٹس دے دیا گیا ہے۔

I will request him not to press.

Syed Iqbal Haider: Sir, I request that it may be deferred for the time being until that Bill comes up.

Mr. Chairman: O.K. deferred.

Item No. 7, Abdullah Shah Sahib.

Syed Abdullah Shah: Mr. Chairman, Sir, I beg leave to introduce the Antiquities (Amendment) Bill, 1991.

Mr. Chairman: Is it being opposed?

شیخ رشید احمد : opposed لیکن جناب والا ! میں نے ان سے گزارش کی ہے کہ ہم یہ بل قومی اسمبلی میں لا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ سینٹ میں لائیں ہم تیار ہیں۔ جناب ! سینٹ میں لانے کے لئے ....

جناب چیئرمین : شاہ صاحب سے پوچھ لیتے ہیں۔ جی شاہ صاحب ! یہ بل ہے کیا ؟

Syed Abdullah Shah: Sir, I talked with the Minister outside the House, he said that the Government, itself, is also bringing the same type of legislation in the Senate and, therefore, he told me that I should request you to defer this till the next week.

جناب چیئرمین : تو آپ کے بل کا مقصد کیا ہے' آپ اس میں کیا چیز لانا چاہتے ہیں ؟

Syed Abdullah Shah: Sir, there is an Advisory Committee under this Act and there is no elected representative on that Advisory Committee. So, under my amendment I have suggested............

that now we have a democratic set up, so there should be one M.N.A. from each province and one Senator from each province on that Advisory Committee constituted by the Government.

Mr. Chairman: Right, it is deferred. Next is in the name of Faridullah Khan *i.e.*, to introduce the Capital Development Authority (Amendment) Bill, 1991.

فریداللہ خان صاحب نے ریکویسٹ بھیجی ہے وہ آج یہاں پر حاضر نہیں ہو سکیں گے اور انہوں نے اجازت چاہی ہے اس کو بھی ڈیفر کر دیا جائے۔ کیا آپ اجازت دیتے ہیں ؟ چلو یہ بھی ڈیفر ہو گیا۔

Next we come to motions. There is a motion by Tariq Chaudhry that the House may discuss the deteriorating law and order situation in the country. Yes, Tariq Chaudhry Sahib.

جناب محمد طارق چوہدری : شکریہ جناب چیئرمین صاحب ! میں اس کی کوئی تیاری نہیں کر سکا ہوں۔ میں رات کو یہاں واپس آیا ہوں میں چاہوں گا کہ اس کو ہمارا نیکسٹ جو پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اس میں یہ پہلے نمبر پر آجائے۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے۔ ڈیفر ہو گیا۔ اگلی پروفیسر خورشید احمد صاحب کی ہے۔ وہ بھی یہاں پر نہیں ہیں ان کی بھی ریکوئسٹ آئی ہوئی ہے یہ بھی ڈیفر ہو گیا۔ منظور گچکی صاحب !

He is to move that the House may discuss the overall performance of the Pakistan Railways with particular reference to Balochistan Province.

جناب منظور احمد خان گچکی : کیا میں move کروں ؟

جناب چیئرمین : ریلوے کے وزیر کون ہیں ان کو بلوائیں۔ In the mean time آپ شروع کر دیں۔ وزیر بیٹھے ہیں آپ موو کر دیں۔ بلور صاحب ! کو بھی بلاتے ہیں۔

چوہدری امیر حسین : اس میں میری گزارش ہے کہ بلور صاحب شاید out of country ہیں

جناب چیئرمین : ان کا ڈپٹی بھی تو ہے۔
چوہدری امیر حسین : اس کو ڈیفر فرمالیں۔
جناب چیئرمین : چلیں جی ڈیفر ہو گیا۔ پھر ہے

Syed Ishtiaq Azhar to move that the House may discuss the present banking system in the country.

DISCUSSION ON THE BANKING SYSTEM IN THE COUNTRY

چلیں جی اشتیاق اظہر صاحب بینکنگ سسٹم پر آیئے۔

سید اشتیاق اظہر : جناب چیئرمین ! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے اس قرارداد پر بحث کا موقع دیا بینکنگ سسٹم کے بارے میں صورت حال ایوان کے ارکان کے سامنے بھی ہے اور ملک کے عوام کے سامنے بھی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ جب سے یہ بنک نیشنلائیز کئے گئے تھے اس وقت سے ان بنکوں کی جو کارکردگی رہی ہے اس کا اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں کہ حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان کو denationalize کیا جائے۔ یہ اور بات ہے کہ denationalization کے process میں بعض ایسی باتیں مشاہدے میں آئی ہیں جس پر سینٹ کے ارکان کے ایک طبقے ہی کو اعتراض نہیں ملک کی بہت بڑی تعداد کو بھی اعتراض ہے اور ابھی کو آپریٹو سکینڈل کے حوالے سے بھی مسلم کمرشل بنک کی جو کارکردگی بھی سامنے آ رہی ہے وہ بھی سب کے سامنے ہے۔ جس وقت مسلم کمرشل بنک فروخت کے لئے پیش کیا تو جو highest bid آئی تھی اس کو ignore کر دیا گیا۔ اس کو ignore کرنے سے ایک ایسے طبقے اور ایک ایسی پارٹی کو favour کیا گیا جو اس کی اہل نہیں تھی۔ یہ بڑی دھاندلی تھی اب جب واقعات سامنے آ رہے ہیں کہ ایک خاص پارٹی کو مسلم کمرشل بنک بیچنے کا اصل مقصد کیا تھا اور وہ مقصد بھی اب اخبارات میں چھپ چکا ہے اور بڑا unpleasant ہے۔ میں اس کا ذکر یہاں کرنا پسند نہیں کروں گا۔ اگرچہ privatization کا عمل قابل تحسین ہے قابل پذیرائی ہے لیکن اس میں اگر دھاندلی نہ ہو جیسے کہ ایک بنک کے سلسلے میں دھاندلی ہو چکی ہے دوسرے بنکس بھی نیشنلائز ہونے والے ہیں۔ میری مراد یہ ہے کہ یہ بات تو سب نے تسلیم کر لی ہے ہمارا

موجودہ بنکنگ سسٹم نیشنلائز ہونے کے بعد بری طرح فیل ہو چکا ہے اور بنکنگ کونسل کو اس سلسلے میں اختیارات دے کر اور سٹیٹ بنک کے کردار کو کمزور بنانے کے نتیجے میں یہ جو فراڈ سامنے آرہے ہیں ان کے حوالے سے اس سے پہلے بھی ایوان کے ایک اجتماع میں میں نے نشاندہی کی تھی اور جناب سرتاج عزیز صاحب نے انکوائری کا وعدہ کیا تھا لیکن ابھی تک اس انکوائری سے ایوان کو آگاہ نہیں کیا گیا' ہو سکتا ہے چونکہ وہ بہت مصروف آدمی ہیں ان کے پاس اتنا وقت نہ ہو۔ بہرحال اس وقت بھی بنکنگ کونسل کے حوالے سے باتیں کی گئی تھیں۔ سینٹ کے اس اجلاس میں بھی اور بقیہ اجلاس میں بھی کئی سوالات بنکنگ کونسل کے بارے میں کئے گئے ہیں۔ میری مراد یہ ہے کہ بنکنگ سسٹم as such فیل ہو چکا ہے۔ بنکوں سے اس طرح سے قرضے لئے گئے ہیں۔ اگر میں یہ بات کہوں کہ بنکوں میں اب سرمایہ نہیں رہا تو یہ بات سراسر غلط نہیں ہوگی۔ اس کو مبالغہ آرائی تو کہہ سکتے ہیں اور ہمارے وزیر خزانہ بھی یہی کہیں گے لیکن سب جانتے ہیں کہ بنک کے حالات کیا ہیں بنکوں میں سرمائے کی پوزیشن کیا ہے اور کس طرح سے بنکوں سے ناجائز فائدہ اٹھا کر پورے ملک کی معیشت کو خراب کرنے کی کوشش کی گئی۔

ماضی میں بھی کارکردگی یہ تھی کہ ہمارا بنکنگ سسٹم بہت اچھا تھا اس کو دانستہ طور پر نیشنلائز کر کے ایک خاص طبقے کے مفادات کو آگے لے جانے کی کوشش کی گئی اور اس طرح سے بغیر کسی گارنٹی کے قرضے دیئے گئے جس کی وجہ سے بنکنگ سسٹم اس وقت بھی کریش ہو چکا ہوتا اگر وہ حکومت ختم نہ ہوتی' اب بھی کم و بیش صورت حال یہی ہے کہ بنک تو موجود ہیں اور کیفیت یہ ہے کہ بنک موجود ہونے کے بعد بھی کئی بنک ایسے ہیں جن میں بورڈ آف ڈائریکٹرز نہیں ہیں اور بعض بعض بنکوں میں دو ایک افراد ہی سارا کام چلا رہے ہیں۔ صورت حال یہ ہے کہ برسوں سے لوگوں کی ترقیاں رکی ہوئی ہیں۔ بہت سے بنک کے ایسے ملازمین ہیں جو انتہا کو پہنچ چکے ہیں جو اپنے گریڈ کی لمٹ کو چھو چکے ہیں ان کو موو اوور نہیں دیا جا رہا۔ میں کس کس بات کا ذکر کروں بنکنگ سسٹم ہمارا اتنا خراب ہے اور اس میں اتنی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں اس میں اتنی inefficiency میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ایوان کو پوری سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے۔ اس سلسلے میں کوئی کمیٹی مقرر کی جائے تو بہتر ہو گا تاکہ وہ پورے بنکنگ سسٹم کا جائزہ لے کر ہمارے وزیر خزانہ کو اس صورت حال کو بہتر

بنانے میں مدد دے سکے اور تجاویز پیش کر سکے اور یہی مقصد تھا کہ میں نے آج اس قرارداد کو اس ایوان میں پیش کیا ہے۔

(اس موقع پر میڈم ڈپٹی چیئرمین (ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی) کرسی صدارت پر متمکن ہو ئیں)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : کوئی اور اس پر بولنا چاہے گا۔ جناب سرتاج عزیز صاحب !

جناب سرتاج عزیز : میں جناب اشتیاق اظہر صاحب کا مشکور ہوں انہوں نے اس موضوع پر موشن کر کے مجھے یہ موقع دیا۔ میں اس سلسلے میں جو اصلاحات اور جو improvements ہو رہی ہیں وہ ایوان کو بتاؤں۔ میں بالکل اتفاق کرتا ہوں کہ بنکوں کو نیشنلائز کرنے کا جو فیصلہ 74ء میں کیا گیا تھا وہ بہت غیر مناسب فیصلہ تھا۔ اس سے ہماری معیشت کی ترقی پر بہت برا اثر پڑا کیونکہ نیشنلائزڈ بنکوں پر جو سیاسی دباؤ ہے وہ وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتا گیا زیادہ تر بنکوں میں بھرتی کے سلسلے میں بھی اور قرضوں کے سلسلے میں بھی۔ جس کی وجہ سے بنکوں کی کارکردگی ان کی کوالٹی آف سروس' ان کا loan portfolio ان کی bad debt وہ تمام کی تمام آپ آج کسی بھی نیشنلائزڈ بنک کے دفتروں میں چلے جائیں وہ سرکاری دفاتر کی طرح ہیں اور ویسا ہی وہاں پر ماحول ہے اور اس کے مقابلے میں کسی بیرونی بنک میں چلے جائیں تو آپ کو فرق معلوم ہو گا کہ efficiency کا معیار اور سروس کا معیار دونوں میں کیا ہے۔ ہمارے ہاں اس وقت 6 نیشنلائزڈ کمرشل بنک ہیں جن میں دو partially de-nationalize کئے جا چکے ہیں اور 21 فارن بنک ہیں۔ ہمارے 6 بنکوں کی کل برانچیں 6984 ہیں اور 121 باہر ہیں اور 21 جو فارن بنک ہیں ان کی صرف 68 برانچیں ہیں اور ہماری 6984 برانچوں کا منافع وہ بھی زیادہ تر کاغذی ہے جو 186 کروڑ ہے اور فارن بنک کی جو برانچیں ہیں ان کا 151 کروڑ ہے۔ rate of return 45 فیصد ہمارا rate of return 13 فیصد اگر bad debt کا پورا انتظام کیا جائے تو وہ ۱۳ فیصد ہے حالانکہ monopoly سے کافی کم ہو

گا۔ ظاہر ہے کہ فارن بنک صرف شہروں میں ہیں ہمارے بنک دیہاتوں میں ہیں
selected customers بڑے بڑے customers ڈیل کرتے ہیں۔ ہمارے بنک
چھوٹے customers سے بھی ڈیل کرتے ہیں۔ زراعت پیشہ لوگوں کو بھی دیتے ہیں۔ کچھ
نہ کچھ فرق تو justified ہے لیکن اس وقت جو حالت ہے وہ justified نہیں ہے۔
اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ denationalization کا جو فیصلہ ہے وہ بہت اہم فیصلہ ہے
تاکہ ہمارے بنک جو ہیں وہ commercial lines پر چلیں، زیادہ فعال ہوں، اچھی
service provide کر سکیں اور میرٹ پر investment financing کر سکیں۔ اس
لئے privatization کے ساتھ ساتھ ہم نے نئے کمرشل بنکوں کو بھی اجازت دی ہے
تاکہ پرائیویٹ بنک آگے آ سکیں۔

اس کے علاوہ جو non-banking financial institutions ہیں اس میں
DFIs ہے، یہ بارہ ہیں۔ اس کے علاوہ بے شمار specialized institutions
ہیں۔ جو چھوٹے چھوٹے لوگوں کے قرضے فراہم کرتے ہیں۔ مثلاً YIPs, Small
Business Finance Corporation اور Regional Development
Finance Corporation، بھی موجود ہے۔ اس میں جو زیادہ important
reforms ہیں وہ فنانشل سیکٹر کی reforms ہیں تاکہ جو credit system ہے اس میں
حکومت نہ صرف یہ کرتی تھی کہ حکومت کے لئے زیادہ قرضے لیتی تھی، کریڈٹ کا زیادہ حصہ
لیتی تھی اور پرائیویٹ سیکٹر کے پاس بہت کم گنجائش ہوتی تھی تو financial Sector reform
banking reforms کا، ایک بہت اہم پہلو ہے تاکہ جتنا بھی ہمارا فنانشل نظام ہے، اس
کی ایلوکیشن تجارتی اور مارکیٹ ریٹ کے مطابق ہو۔ پرائیویٹ سیکٹر کو کریڈٹ حاصل کرنے
میں زیادہ دقت نہ ہو۔ تو کمرشل بنک آنے کے ساتھ ساتھ اور فنانشل سیکٹر کی reforms
آنے کے ساتھ، یہ improvement بھی انشاءاللہ سامنے آئیں گی۔ اس سلسلے میں، میں اس
تجویز کی تائید کرتا ہوں کہ جو متعلقہ فنانس کی سٹینڈنگ کمیٹی ہے، وہ اگر اس موضوع پر ایک
سیشن کرنا چاہے تو ہم بڑی خوشی سے ان کے سامنے جو اصلاحات کر رہے ہیں اس کی تفصیل
پیش کریں گے چہ جائیکہ نئی کمیٹی تشکیل دے کر اس کے سامنے یہ تفصیلات پیش کی جائیں۔
انشاءاللہ اس پروگرام کے ایک دو سال میں کافی مثبت نتائج سامنے آئیں گے۔ کیونکہ ہمارا

جو privatization اور de-regulation کا جو عمل ہے' اگر ہم صرف انڈسٹری کو de-regulate کریں کہ کوئی permission کی ضرورت نہیں ہے اور لوگوں کو پھر بھی سرکاری بنکوں میں جا کر سیاسی اثر و رسوخ استعمال کر کے یا رشوت دے کر قرضے لیتے ہوں' تو وہ جو de-regulation کا عمل ہے وہ ادھورا رہ جاتا ہے۔ تو یہ financial sector reform ہماری de-regulation پالیسی کا ایک بہت اہم حصہ ہے۔ اس سے ہم نے ابتدا کی ہے' وہ اس لحاظ سے بہت اہمیت رکھتا ہے۔

میں آخر میں عرض کرتا ہوں کہ ایک نکتہ اٹھایا گیا ہے کہ جو de-nationalization کا عمل ہے یہ صحیح ہونا چاہئے۔ اس پر کل بات ہو چکی ہے۔ میں پھر اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ ایم سی بی کا جو فیصلہ تھا اس میں صرف highest bidder کی بات نہیں ہوتی' انڈسٹری میں highest bidder کو کیس جاتا ہے' بنکنگ میں prequalification کا عمل بہت ضروری ہے تاکہ ایک پارٹی اس قابل سمجھی جائے کہ............... (مداخلت)

Mr. Hasan A. Shaikh: Point of Order. Were these prequalifications advertised or publicised in the papers before the bids were invited?

Mr. Sartaj Aziz: The bids were invited even for MCB in two envelops—Envelop 'A' which gives. اس میں تین criteria تھے' اس کا انکم ریکارڈ کیا ہے' اس کا loan record کیا ہے' اس کا corporate behaviour کیا ہے۔ اس کی بنا پر جو کمیٹی بنی تھی ان کی رپورٹ اگر آپ چاہیں تو میں متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی میں پیش کر سکتا ہوں جس میں انہوں نے تمام پارٹیوں کے متعلق جو جو رائے دی تھی وہ درج ہے۔ کون سا کیس' کیوں نہیں ہے' اس کی تفصیل موجود ہے۔ ممبر صاحبان کو میں کل صبح بھجوا دوں گا کہ وہ اسے پڑھ لیں تاکہ جس پارٹی کے بارے وہ بات کر رہے ہیں' اس کو prequalify کیوں نہ کیا گیا۔

جناب منظور احمد خان گچکی: پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: پوائنٹ آف آرڈر' جناب منظور احمد گچکی صاحب!

جناب منظور احمد خان گچگی : میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ یہ mover ہیں اس لئے move کے بعد جو ہے 'اس پر debate ہوتی ہے 'تو کیا وزیر صاحب جو ہیں وہ کیا اس پر اپنی winding-up تقریر کر رہے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : میں نے تو یہی پوچھا تھا کہ اس پر کون بولنا چاہتا ہے 'لیکن

جناب منظور احمد خان گچگی : ایسا نہیں کہا۔ Nobody said anything.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : نہیں جی 'میں نے کہا ہے۔

(مداخلت)

میں نے اس پر پوچھا تھا کہ کیا کوئی اس پر کوئی بولنا چاہتا ہے 'تو اس پر کسی نے جواب نہیں دیا۔ اس کے بعد میں نے سرتاج عزیز صاحب کو کہا ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : نہیں جناب۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : میں نے کہا تھا لیکن آپ لوگ باتوں میں مصروف تھے۔ اشتیاق اظہر صاحب کی تقریر ختم ہونے کے بعد I asked them کہ کون اس پر بولنا چاہتا ہے۔ آپ سب اس وقت باتوں میں مصروف تھے 'جب آپ کی طرف سے کوئی نہیں اٹھا تو پھر میں نے سرتاج عزیز صاحب کو تقریر کے لئے کہا ہے......

(مداخلت)

جناب منظور احمد خان گچگی : جناب نہیں 'ایسی بات نہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : میں نے یہی کہا تھا کہ کوئی اور معزز رکن بولنا چاہتے ہیں تو وہ تقریر کیلئے کہیں۔ لیکن کسی نے بھی ہاتھ نہیں اٹھایا۔ آپ تو اس وقت باتوں میں لگے ہوئے تھے۔ اعجاز جتوئی صاحب اور حافظ حسین احمد صاحب' آپ اس وقت باتوں میں لگے ہوئے تھے۔ میں نے تو اس لئے کہا تھا کہ کوئی اور معزز رکن بولنا چاہتے ہیں تو بتائیں۔

Mr. Hasan A. Shaikh: At least I have not heard this and we are being treated as school children.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : نہیں جی میں نے پوچھا ہے۔ Nobody said any thing.

Mr. Hasan A. Shaikh: I have not at least heard these words. I was sitting here.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : تو پھر میں نے سرتاج عزیز صاحب سے کہا ہے کہ آپ تقریر کریں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : آپ نے فوری طور پر سرتاج عزیز صاحب کو تقریر کے لئے کہہ دیا ہے۔ ہم سے پوچھا نہیں ہے۔

جناب منظور احمد خان گچکی : جناب والا ! یہ تو اہم مسئلہ ہے اس پر سب نے بولنا ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جی ! بالکل ہم اس پر بولیں گے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : کیا آپ اس پر آج ہی بولنا چاہتے ہیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جی' فرمایئے !

اخونزادہ بہرہ ور سعید : پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی ! آپ کی طرف سے شروع کر دیتے ہیں۔ بہرہ ور سعید صاحب ! آپ بھی بولنا چاہتے ہیں۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : میں جناب ! گورنمنٹ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ کی وساطت سے کہ آپ گورنمنٹ کو advice کریں کہ اگلے ہفتے وہ فارن پالیسی اور لاء اینڈ آرڈر پر اس ہاؤس میں discuss کروائے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : یہ معاملہ پہلے ہی زیر تجویز ہے لیکن وزیر خارجہ available نہیں اس لئے یہ اس تجویز کو defer کر رہے ہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : اگلے ہفتہ یہ دونوں وزیر 'یعنی وزیر داخلہ اور وزیر خارجہ موجود ہونے چاہئیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : یہ چیز وزراء کی availability پر depend کرے گی۔ جناب عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب۔

سید فصیح اقبال : جناب والا ! میرا Foreign Affairs پر موشن ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب چیئرمین ! ہم اس پر تو وزیر خزانہ

صاحب سے معذرت کرتے ہیں کہ انہوں نے کافی تقریر کرلی تھی۔ تاہم آپ نے ہمیں اتنا وقت نہیں دیا تھا کہ ہم اپنا نام لکھوا سکتے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : میں نے تو کہا ہے جی..........!

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : ٹھیک ہے جی ! آپ نے کہا ہو گا لیکن ابھی ہم تیاری کر رہے تھے' معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ نے وزیر صاحب کو کھڑا کر دیا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اس میں تو تیاری کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : "تیاری" کے معنی یہ ہیں کہ ہم کوئی "فیصلہ" کر سکتے۔ بہرحال جناب چیئرمین ! میں عرض کرتا ہوں کہ یہ جو بنکوں کے بارے میں جو معاملہ یہاں پیش کیا گیا ہے کہ ہم اس کو ڈسکس کریں' اس کا بنیادی تعلق ہمارے معاشی نظام سے ہے۔ بالخصوص جب نیشنلائز یشن کی گئی' جیسے کہ ابھی وزیر صاحب نے فرمایا اور بعد میں بھی وہ کچھ کہنے کا حق رکھتے ہیں اور اس میں مزید وضاحت کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ گورنمنٹ کے تحت جو ادارے ہیں ان کی efficiency خراب ہو رہی ہے۔ ہمارے اداروں کی efficiency اور باہر کے بنکوں کی efficiency کے حوالے سے عرض کرتا ہوں کہ گورنمنٹ یا پبلک کے جو بنک ہیں' ان کی کارکردگی میں فرق ہوتا ہے۔ پبلک کے بنک کی اپنی ایک aspect یہ ہوتی ہے' اس کی ایک advantage یہ ہے کہ وہ گورنمنٹ کے democratic representatives کے تابع بنک ہے۔ ایک ایسا ادارہ ہے جس سے پوچھا جا سکتا ہے کہ جیسے کہ ابھی ہم پوچھ رہے ہیں کہ ہمارے بنکوں کی کیا پوزیشن ہے۔ لیکن وہ بنک جو پرائیویٹ بنک ہے جیسے کہ ابھی ایک بنک بی سی سی آئی تھا جس کا سکینڈل دنیا نے دیکھا۔ میں اس کے بارے میں on facts, on merits کوئی فیصلہ نہیں دے سکتا ہوں لیکن اس کے بارے میں ایک بات واضح ہو کر سامنے آ گئی ہے کہ تمام دنیا میں ہیروئن کی' اسلحہ کی' بلکہ قتل' پولیٹیکل قتل' باقاعدہ mercenary کی حیثیت سے وہ کر رہے تھے۔ اس میں میں on merits نہیں کر رہا ہوں لیکن یہ سب کچھ ہوا ہے۔ ان بنکوں کا' پرائیویٹ بنکوں کا کریکٹر یہ رہا ہے۔ جو نیشنلائزڈ بنک ہوتے ہیں وہ چونکہ representative banks کے تابع ہوتے ہیں' وہ accountable ہوتے ہیں' یعنی ان کی accountability ہے۔ اس میں ایک

خاص بہتری ہے۔ ابھی وزیر صاحب نے پرائیویٹ بنکوں کے حوالے سے بیرونی بنکوں کا حوالہ دیا ہے۔ ان کی بزنس جو ہے وہ بہتر ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارے جو بنک ہیں ان کی جو بزنس ہے وہ یہ ہے کہ ان کے مقابلے میں فارن کے بنک رکھے گئے ہیں۔ ہمارے اپنے بنکوں کو protection نہیں ہے۔ کیوں ایسا کوئی طریقہ نہیں نکالا جاسکتا جو کہ نکالنا چاہئے کہ ہماری اپنی نیشنل پروڈکشن، ہماری اکانومی، ہماری بنکنگ جو ہے اس کو protection ملنی چاہئے۔ یہاں argue کیا جاسکتا ہے کہ protection جو ہے اس میں یہ یہ نقصانات ہوں گے لیکن تمام یورپ میں، تمام امریکہ میں، ہر چیز کی protection ہے۔ ہر چیز پر مختلف ٹیرف کا سسٹم بنایا گیا ہے، ان کو اپنا protection حاصل ہے اور جب ہماری کوئی ایسی بات ہوتی ہے جیسے production ہے، انڈسٹری ہے، ہماری بنکنگ ہے، تو اس میں ہم کو مجبور کیا جاتا ہے کہ آپ protection نہ کریں اور اس کے بعد جو یورپ اور ورلڈ کے Imperialist banks ہیں وہ ہماری تمام دولت جو ہے، اپنے قبضے میں لے لیتے ہیں اور پھر وہ جو ان کی حیثیت ہے وہ monopoly کی ہے۔ monopoly کے معنی ہیں ۔ جب ان کی monoply ہے تو ہمارے کسی بھی بنک کو کسی گھنٹے دیوالیہ کر سکتے ہیں۔ میں اس بات کو اس رنگ میں بھی لا سکتا ہوں کہ مثلاً .B.C.C.I کی ایک جو بات ان کی favour میں جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ شاید world کے اس امپیر لسٹ بنکوں کو .B.C.C.I کا بنک ناپسند تھا۔ اگر میرے arguments میں یہاں تضاد بھی آ رہا ہے لیکن اس میں ایک پوائنٹ یہ ہے کہ بی سی سی آئی کا بنک جو تھا چونکہ وہ flourishing bank تھا یہاں کے لوگوں کا بنک تھا اور یورپ کے بنکوں اور حکومتوں کو یہ بنک پسند نہیں تھا اور اس لئے انہوں نے یہ تماشا بنایا۔ پھر یہ بذات خود ایک میرٹ کا مسئلہ ہے۔ اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ ہماری پارلیمنٹ کی کمیٹی بالکل عدالتی انداز میں اس کی انکوائری کرے۔

میری عرض یہ ہے کہ بنکوں کی یا دوسرے اداروں کی کامیابی اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ ہم سے زیادہ efficient ہیں بہتر ہیں بلکہ ان کے ذرائع ہم سے زیادہ ہیں۔ monoply ہے حکومت کے ان کو privileges زیادہ مل رہے ہیں دوسری چیزیں ہوتی ہیں یہاں ہمیں بلیک میل کر کے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ آگے بڑھتے ہیں اور ہمارے سارے بینک دیوالیہ بن جاتے ہیں۔ عرض ہماری یہ ہے کہ یہاں ہمارے نیشنلائنزڈ بنک کی

ایفیشنسی کا مسئلہ نہیں تھا بزنس کا مسئلہ نہیں تھا اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہاں economic side پہ monoply جو ہے وہ ہمارے بنکوں کو develop ہونے نہیں دیتے۔ یہاں سیاسی سائیڈ پہ آکرہم اپنے بنک پر حملہ کر دیتے ہیں۔ اب اپنے بنکوں کیلئے پالیسی بنائی ہے ڈی نیشنلائزیشن 'کہ جی efficiency نہیں ہے' فلاں نہیں ہے۔ کون کہتا ہے کہ efficiency نہیں ہے۔ میں یہاں یہ کہوں گا کو کہ ہمارے رولز میں نہیں ہے لیکن میں یہ کہوں گا کہ ایک ایسی کمیٹی ہو جس میں تمام ادارے خواہ بنک ہوں یا انڈسٹریز ہوں آکر کھڑے ہو جائیں۔ احترام کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہاں وزیر صاحب اعداد و شمار بتا دیتے ہیں اور اسکی میزانیہ کو دیوالیہ بتا دیتے ہیں اور یہ inefficient ہیں' فلاں ہیں۔ اس کے مقابلے میں ان لوگوں کو موقع دیا جائے جو سپیشلسٹ ہیں اور جانتے ہیں کہ ہمارے بنک 'انڈسٹری آگے بڑھ رہی ہے اور کوالیفائیڈ ہیں۔ اور اس طرح ہم اپنی پبلک پراپرٹی کو محفوظ بنائیں اور اس کو لوٹانہ جائے۔ لہٰذا کمیٹی میں ماہرین بلائے جائیں۔

اب میری عرض یہ ہے کہ یہ جو ڈی نیشنلائزیشن کا مسئلہ ہے ہو سکتا ہے ٹھیک ہے اس کو کوئی موقع ملے۔ ڈی ریگولیشن میں کیا ہے۔ یورپ کو آپ موقع دیں جب اس کا مال ہماری منڈی میں آئے گا تو ہماری انڈسٹری کہاں جائے گی۔ تو مجموعی طور پہ میں یہ کرض کر رہا ہوں کہ اس کی تمام پروسیجرز ہیں کس طرح bid ہوتی ہے اور کیا ہوتا ہے ؟ تو کیا اگر ہمارے نیشنلائزڈ بنک کے لوگ رشوت کھا کر لوگوں کو قرضہ دیتے ہیں یہ بات ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے۔ ٹھیک ہے ہمارے ریٹائرڈ جنرل صاحب نے کہا کہ میں ایک ریٹائرڈ جنرل ہوں مگر سینٹر ہوں اور نمائندہ ہوں۔ ہم یہ مانتے ہیں لیکن کیا ہمارے لوگ رشوت نہیں کھائیں گے ؟ یہ ٹھیک ہے اس میں پروسیجر ہے' criteria ہے لیکن بے ادبی معاف میں الفاظ استعمال کروں گا اس میں مال ہے اس میں دولت ہے پراپرٹی ہے اس میں جو اثاثے ہیں ان اثاثوں کے لئے کون رشوت نہیں کھائے گا ؟ ہماری منسٹری والے رشوت کھائیں گے تو یہ ڈی نیشنلائزیشن والے نہیں کھائیں گے ؟ یہ ٹھیک ہے اخباروں میں آئے گا پروسیجر ہے اور اس میں تمام قانونی چیزیں پوری کی جائیں گی لہٰذا میں کہوں گا کہ اس طرح انڈسٹری کو اور بنکوں کو قطعاً اس طرح ڈی نیشنلائز نہ کیا جائے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : شکریہ۔ جی طارق چوہدری صاحب !

جناب محمد طارق چوہدری : (عربی)۔ شکریہ جناب محترمہ چیئرمین صاحبہ ! بینکوں کی ڈی نیشنلائز یشن کی بات ہو رہی ہے اگرچہ میں اس کے لئے پہلے سے تیار نہیں تھا لیکن فوری طور پر کچھ چیزیں ذہن میں آتی ہیں ضروری ہے کہ ان کو رجسٹرڈ کروا دیا جائے۔

بنکوں کی پرائیویٹائزیشن کو جس طرح جلدی میں لیا جا رہا ہے اور جس طرح اس کو پرائیویٹائز کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس کی ضرورت نہیں تھی۔ خاص طور پر ان حالات میں جبکہ حکومت دس نئے بنک دے رہی تھی۔ دس نئے بنکوں کی موجودگی میں جو پہلے سے موجود بنک حکومت کے پاس تھے ان کو بھی فوری طور پر پرائیویٹائز کرنے کی ضرورت فوری طور پر نہیں تھی۔ کیوں نہیں تھی ؟ جہاں تک تھوڑے سے arguments ہمارے منسٹر صاحب نے دیئے' ان argument کی روشنی میں اگر دیکھا جائے' توانہوں نے کہا کہ بنکوں کے اوپر سیاسی پریشر رہتا ہے۔ سیاستدان آگے بڑھتے ہیں۔ وزیر آگے بڑھتے ہیں' مشیر آگے بڑھتے ہیں یعنی جن لوگوں کا سیاسی influence ہوتا ہے وہ اپنا influence استعمال کر کے قرضے لے لیتے ہیں جن کو پھر غلط جگہ پر خرچ کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ان argument ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کر کے' اپنے influence کا ناجائز استعمال کر کے قرضے لئے جائیں گے وہ بنک خواہ پرائیویٹائز ہوں خواہ نیشنلائز ہوں' دونوں صورتوں میں قرضے اسی طرح لئے جائیں گے۔ میں مثال دیتا ہوں آپ کو' آپ نے مسلم کمرشل بنک کو پرائیویٹائز کر دیا۔ مسلم کمرشل بنک پرائیویٹ پارٹی کے پاس چلا گیا اور مینجمنٹ بھی ان کی آ گئی' ٹھیک ہے جی۔ اب جناب ! اتفاق شوگر مل اور برادر شوگر مل انہوں نے ایک دن اکاؤنٹ کھولا پانچ ہزار کا اور دس ہزار' اگلی تاریخ پہ انہوں نے تیس (30) کروڑ روپے کے قرضے حاصل کر لئے۔ پرائیویٹ بنک سے' اور کس صورت میں کئے یہ ذرا آپ غور فرمائیں یعنی اختیارات کے استعمال کا جہاں تک تعلق ہے وہ پرائیویٹ بنک ہو جاتا ہے تب بھی اختیارات کا ناجائز استعمال ان پر لاگو ہوتا ہے۔ جو آدمی influential ہے وہ کر سکتا ہے۔ دیکھیں ! مسلم کمرشل بنک میں' محترمہ چیئرمین ! ہائیکورٹ کا ایک آرڈر ہے اور اس آرڈر کی کاپی

میرے پاس بریف کیس میں رکھی ہوئی ہے۔ ہائی کورٹ کا آرڈر یہ ہے کہ ایک مخصوص amount ہے اس سے زیادہ کوئی قرضہ یا limit ہائی کورٹ کی پیشگی اجازت کے بغیر sanction نہیں کی جاسکے گی۔ یہ پابندی ہونے کے باوجود اتفاق شوگر مل اور برادر شوگر مل، کیونکہ اس کے مالکان جو ہیں وہ بہت influential ہیں لہٰذا وہ prior approval جو ہے ہائی کورٹ سے نہیں لی گئی یعنی وہ prior approval بھی ہائی کورٹ سے نہیں لی گئی۔ اس بات کا میں نے پتہ کل ٹیلیفون پر اس آدمی سے کیا ہے جو یونین کو represent کرتا ہے۔ جس کے دستخط وہاں ہوتے ہیں۔ ہر loan یا ہر limit پر جس پر جس کے دستخط ہوتے ہیں یعنی جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ جی اثرورسوخ استعمال کیا جائے گا۔ تو اثرورسوخ جو ہے وہ اب بھی استعمال ہو رہا ہے اور پرائیویٹ میں بھی استعمال ہو گا۔ لیکن یہاں پر ایک مافیا ایک یہودی طرز عمل اختیار کیا جائے گا۔ جب آپ بنکوں کو پرائیویٹائز کر دیں گے تو یہاں پر ایک بڑی خوفناک صورتحال پیدا ہو گی۔
جناب وزیر خزانہ صاحب ! میرے اور آپ کے بچے مستقبل میں سوائے کلرکی اور نوکریوں کے کچھ بھی نہیں کر سکیں گے۔ جب بنک پرائیویٹائزڈ تھے۔ پرائیویٹ کمپنیوں کے پاس تھے تو پاکستان میں بیس سے زیادہ خاندان نہیں پنپ سکے اور جب بنکوں کو نیشنلائز کیا گیا صرف آپ سیاستدانوں کی بات نہ کریں، وانابازار، امیرپور بازار، گھنٹہ گھر، ہر جگہ کے چھوٹے چھوٹے سٹیشنوں کے لوگوں نے قرضے لئے۔ اس وقت ان بینکوں کی بدولت کم از کم ہزاروں کی تعداد میں بڑے بزنس مین پیدا ہوئے ہیں ہزاروں کی تعداد میں، اور اگر آپ نے سارے کے سارے بینک ڈی نیشنلائز کر دیئے تو پاکستان میں سارا کچھ، سمٹ کر چند لوگوں کے ہاتھ میں آجائے گا اور یہ بڑا خوفناک بحران پیدا ہو گا، کس طرح ان کے ایک دوسرے کے ساتھ link ہوں گے میں اس کی آپ کو ایک اور مثال دیتا ہوں۔
جناب ! اس وقت ایک آرگنائزیشن ہے جس کا نام optima ہے، آج تک ہم نے مزدوروں کو آرگنائز ہوتے دیکھا سرمایہ داروں کے مقابلے میں، کسانوں کو آرگنائز ہوتے دیکھا اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے، لیکن اس ملک میں پہلی دفعہ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ ملک کا صنعتکار اکٹھا ہو رہا ہے مزدوروں کے خلاف، ملک کا صنعت کار اکٹھا ہو رہا ہے کسانوں کے خلاف، ملک کا صنعتکار اکٹھا ہو رہا ہے، بنک والوں کے ساتھ مل کر .... کاٹن کا

بحران پیدا کیا۔ ابھی کل پرسوں تحریک آئے گی میں اس پر پھر بات کروں گا' میں بینکوں کے حوالے سے صرف بات کر رہا ہوں ' کاٹن کی پرائس کے اوپر پریشر دیا گیا ہے optima کے ذریعے سے اور اس کی پرائسز اور نیچے آئیں گی ایک بحران پیدا ہو گا' پھر ہو گا کیا' کہ پنجاب میں 'فیصل آباد' جھنگ' سرگودھا یہ وہ ڈویژن یا اضلاع ہیں جو آج سے 25 برس پہلے یہ کاٹن کے ایریاز تھے' پھر یہاں جب پانی سے لیول اوپر آ گیا تو کاٹن آگے سرکتی گئی اور اب یہ کاٹن ملتان' وہاڑی' ساہیوال اور پھر اوپر سے سندھ تک ہوتی گئی' آپ پچھلے پانچ برس سے یہ کاٹن جو ہے یہ واپس فیصل آباد' سرگودھا اور یہاں پر آ رہا ہے اب یہ ہوا ہے محترمہ ! کہ اس علاقے میں شوگر ایمپائرز قائم ہوئی ہیں۔ ان بینکوں کے تعاون سے حکومت کی مدد سے حکومت کے عہدوں کی مدد سے بینک ایمپائرز قائم ہوئی ہیں اور صرف اس ایک ایریا میں بارہ سے زیادہ نئی شوگر ملیں لگ رہی ہیں اور وہ شوگر ملیں جو لگ رہی ہیں وہ ہمارے اس ملک کے ٹاپ سیاستدانوں کی ہیں 'حکمرانوں کی ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ کاٹن کو depress کیا جا رہا ہے اس علاقے سے کاٹن رخصت ہو گی' یہاں گنا اگے گا۔ محترمہ ! پنجاب میں چار سو من فی ایکڑ سے زیادہ گنے کی پیداوار نہیں ہے۔ پنجاب میں کاٹن اگنی چاہئے جس کی پیداوار زیادہ ہے سندھ میں فی ایکڑ پیداوار ایک ہزار من ہے اور وہاں پر کاٹن کی پیداوار کم ہوتی ہے وہاں پر گنا اگنا چاہئے یہاں پر کاٹن اگنی چاہئے۔ لیکن یہ لوگ جو ہیں یہاں کے رہنے والے ہیں لہٰذا ایک شوگر مل کے لئے چالیس ہزار ایکڑ اراضی درکار ہو گی۔ چالیس ہزار ایکڑ پر اگر کاٹن پیدا ہوتی ہے تو آپ ذرا تصور کریں کہ اس سے پاکستان کتنا زرمبادلہ کمائے گا۔ آپ یہ کر رہے ہیں کہ یہاں سے کاٹن کو رخصت کر رہے ہیں آپ مہنگی گندم باہر سے منگوا رہے ہیں سستی شوگر نہیں منگوا رہے۔ سستی شوگر پاکستان میں پیدا کر کے یہاں پر بحران پیدا کیا جا رہا ہے یعنی سستی شوگر امپورٹ کرنے کی بجائے مہنگی گندم امپورٹ کر رہے ہیں اور گندم والوں کو آپ incentive نہیں دے رہے کہ ان کو فائدہ پہنچ جائے 'کیوں ؟ اس لئے کہ گندم کے حوالے سے کوئی بڑی صنعت نہیں لگی۔ آپ ذرا تصور کریں اس طرح depress کیا جا رہا ہے کس کی مدد سے 'ایک بینک جو ڈی نیشنلائز ہوا اس نے دو irregularities کی ہیں۔ ایک یہ کہ ہائی کورٹ کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے اور دوسری یہ کہ پاکستان کے وزیر اعظم کی صنعت کو ایک دن میں

قرضہ دیا ہے اور اس جرم میں ایک آدمی جیل میں پڑا ہے اور کتنے لوگ جیل میں جائیں گے ہم پوری سیاست کو برباد کر رہے ہیں' ہم پوری جمہوریت کو برباد کر رہے ہیں اور مجھے انتہائی تکلیف ہے' دکھ ہے کہ ہمارا ایک سینٹر اس کو اس طرح defend کر رہا ہے۔ خدا کے لئے' صرف تنخواہوں کے لئے' صرف اپنے چند روزہ سیاسی کیریئر کے لئے آپ اس ملک کو stake پہ نہ لگائیں' اس قوم کو برباد نہ کریں۔ اس ملک کے مستقبل کو برباد نہ کریں۔ اور ہمارے بچوں کو ہمارے پاس رہنے دیں۔ آپ جو کھیل کھیل رہے ہیں یہ بڑا خطرناک ہے۔ آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ ملک کے اوپر کیا بیت جانے والی ہے۔

یہ کوآپریٹو سیکنڈل ابھی مجھے کہا جا رہا ہے کہ اس پر آپ تحریک نہ دیں' کیوں نہ دیں ؟ کہ اس میں ہمارے وزیراعظم کا نام آتا ہے' وزیر داخلہ کا نام آتا ہے' ہمارے حکمرانوں کے نام آتے ہیں' نہ دیں تحریک۔ کیونکہ جوڈیشل انکوائری ہوگی تو حکومت چلی جائے گی' چلی جائے' نئی آجائے گی ہماری اپنی آجائے گی' ہماری مسلم لیگ کی آئے گی' جائے ایسی کرپٹ حکومت' جائیں ایسے کرپٹ لوگ جن کو جوڈیشری کہہ دے کہ یہ کرپٹ ہیں' جن کو جوڈیشری کہہ دے یہ قابل قبول نہیں ہیں' جائیں ایسے لوگ یہ نہیں جائیں گے تو خدا کی قسم میں ان کے خلاف ریفرنس کروں گا' وہی ریفرنس جو یہاں پر سپیکر کے تھرو کیا جاتا ہے' اس کے لئے صدر صاحب کی محتاجی نہیں ہے آپ کیا بات کر رہے ہیں۔ بینکوں کو ڈی نیشنلائز کریں گے اور اس کی ایک مثال.......... ابھی آپ نے ایک بینک ڈی نشنلائز کیا ہے اس نے یہ گل کھلایا ہے کہ آپ کے وزیراعظم کو میرے وزیراعظم کو میری پارٹی کے سربراہ کو اس نے بغیر کسی استحقاق کے اس کے سیاسی influence کی وجہ سے اس نے ہائی کورٹ کو بائی پاس کیا ہے' ہائی کورٹ کے آرڈر کو بائی پاس کیا ہے۔ اس نے تمام پروسیجر بائی پاس کئے ہیں اس کو تیس کروڑ روپیہ ایک دن میں دیا ہے۔ یہ ڈھونگ رچایا جا رہا ہے یہ تماشہ بنایا ہوا ہے' خدا کے لئے اس حکومت کو نکال دیں' خدا کے لئے ایسے لوگوں کو رخصت کر دیں ورنہ ہمارا ملک بحران کا شکار ہو جائے گا ہم برباد ہو جائیں گے آپ ڈوب جائیں گے بینکوں کی ڈی نیشنلائزیشن کو روکا جائے اس وقت تک روکا جائے جب تک کہ دیانتدار حکمران نہ ہوں۔ ایسے حکمران نہ ہوں جو اپنی جیب بھرنا چاہتے ہوں' جو اپنی جھولیاں بھرنا چاہتے ہوں۔ مجھے دکھ ہے اپنے سینٹرز پر کہ جوان کو

یہاں پر defend کرنے بیٹھے ہوئے ہیں میں یہ الزام عائد کر رہا ہوں اپنی حکومت پر اپنی پارٹی کے سربراہ پر میں یہ سب کچھ نہیں کہنا چاہتا تھا لیکن ہمیں نہ اپنی پارٹی زیادہ عزیز ہے اپنے ملک سے نہ ہمیں اپنا وزیر اعظم زیادہ عزیز ہے اپنے بچوں کے مستقبل سے اور یہ واقعہ ہے کہ کو آپریٹو میں جوڈیشنل انکوائری ہونی چاہئے اور وزیر اعظم اور ان لوگوں کے استعفیٰ کے بعد ہونی چاہئے اس لئے کہ جب وہ لوگ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کے خلاف انکوائری ہوگی بھی تو دبی رہے گی، کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ الگ ہوں ان کے خلاف انکوائری ہو اور اگر وہ سچے ثابت ہو جائیں گے تو ان کی اپنی پارٹی ہے ہم سب ان کے ہیں ہم سب ان کے ساتھ ہیں ان کی قیادت ہے۔ ہم دوبارہ ان کو وزیر اعظم بنائیں گے، دوبارہ وزیر داخلہ بنائیں گے، دوبارہ اپنا وزیر خزانہ بنائیں گے، کوئی حرج نہیں ہے لیکن ان کے دامن پر داغ ہیں وہ داغ دھو کر آئیں اور یہ بات جو میں نے ان کے سامنے ابھی کہی ہے............ (مداخلت)

<u>میڈم ڈپٹی چیئرمین</u> : یہ بحث تو اس وقت کریں جب یہ مسئلہ زیر بحث آئے۔ اس وقت بینکنگ پر بات کریں۔

<u>جناب محمد طارق چوہدری</u> : میں بینک کی بات کر رہا ہوں مسلم کمرشل بینک کی جو ڈی نیشنلائز کیا گیا ہے۔ اس نے ایک دن میں اتفاق برادرز کو اور برادرز شوگر مل کو تیس کروڑ روپیہ دیا ہے اور بینک کی approval بھی نہیں لی۔ آپ بتائیے کہ اب سیاسی اثر استعمال نہیں ہو گا، ہو رہا ہے، دیکھئے یہ پرائیویٹائزیشن جو ہے آپ کریں گے، یہ بودی بات ہے یہ بودی دلیل ہے کہ آپ یہ کہیں

Mr. Hasan A. Shaikh: Point of order. This paper should be distributed among all the members so that we should know about it otherwise we don't know what he has said.

Madam Deputy Chairman: Please continue Tariq Sahib.

<u>جناب محمد طارق چوہدری</u> : میں نے پہلے عرض کیا کہ اس کے لئے مجھے اندازہ نہیں تھا، میں تیار نہیں تھا لیکن میں ضرور آج شام کو ان کو یہ پہنچا دوں گا۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ بنکوں کے پرائیویٹائزیشن کے عمل کو روکا جائے۔ کو آپریٹو کا جو بحران ہے وہ بھی

دراصل بینکوں ہی کا بحران ہے وہ بھی رقم کا بحران ہے اس پر جوڈیشل انکوائری کرائی جائے اور وہ جوڈیشل انکوائری ان لوگوں کو الگ کر کے کرائی جائے جن کے اوپر اس کے الزامات آتے ہیں۔ و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب منظور گچکی صاحب !

جناب منظور احمد خان گچکی : شکریہ ! چونکہ یہ موشن خاصی اہم ہے اور اس پر یقیناً سیر حاصل بحث ہونی چاہئے۔ اس سلسلے میں، میں نے کل بھی گزارش کی ہے تو میں اس پر کچھ زیادہ نہیں بولوں گا بلکہ اپنی کل کی تقریر میں تھوڑا بہت اضافہ کروں گا۔ جناب والا ! پرائیویٹائزیشن کا عمل بنکوں کو نیشنلائز، ڈی نیشنلائز کو آپ یہ سکینڈل دوسرے عوامل اور خاص طور پر لاء اینڈ آرڈر کی حالت جو اس ملک میں ہم دیکھتے ہیں تو اس کے بعد میں نہیں سمجھتا کہ اس حکومت کے برقرار رہنے کی کوئی justification ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ سسٹم پر بات کریں۔

جناب منظور احمد خان گچکی : میں اسی بینکنگ کے قرضہ سسٹم پر بول رہا ہوں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ نیشنلائزیشن کا عمل جو ہے اس کے پیچھے ایک مکمل فلاسفی ہے اور اس ڈی نیشنلائزیشن کے پیچھے بھی ایک فلاسفی ہے۔ دنیا میں خاص طور پر under-developed countries میں نیشنلائزیشن کی ضرورت پڑتی ہے اس لئے کہ State sector میں نہ صرف یہ کہ اس میں ملازمتوں کا incentive ہوتا ہے بلکہ اکانومی کو stable کرنے کا ہوتا ہے۔ developed countries میں تو اکانومی پہلے ہی developed ہے وہ گارفری اکانومی کی بات کرتا ہے۔ Constitution کی بات کرتا ہے تو justified ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہاں پر یہ عمل کامیاب ہے لیکن ایک ایسے ملک میں جہاں کی اکانومی کو بیمار معیشت کہا جاتا ہے۔ اس میں آپ اگر ڈی نیشنلائز کرتے ہیں تو اس میں آپ اکانومی کو مزید sick بناتے ہیں۔ میں اپنے دوست طارق چوہدری کے اس نقطہ نظر سے اتفاق کرتا ہوں جب مزید دس بنک بن رہے ہیں اور پتہ نہیں کن کن لوگوں کو دیئے گئے ہیں اس کی ایک الگ ہسٹری ہے کہ یہ دس بنک کس طریقے سے دیئے گئے کن کن لوگوں کو دیئے گئے اور اس کے پیچھے محرکات کیا تھے۔ جب یہ پینڈورا بکس کھلے گا اس میں آپ کو کچھ سکینڈل نظر آئیں گے۔ جب دس بنک دیئے گئے ہیں تو کیا یہ

ضروری تھا کہ یہ چار بنک جس کا عمل آپ نے ایم سی بی سے سٹارٹ کر لیا اس کے بعد الائیڈ اور پھر حبیب بنک کی باری آ رہی ہے۔ اگر کوئی bid دینے والا ان کا منظور نظر ہو تو شاید یہ سٹیٹ بنک کو بھی دے دیں لیکن فی الحال جو دو بنک دیئے گئے ہیں ان میں آپ فرق دیکھیں۔ اگر توکل گروپ نے خریدا اس کے پیچھے بھی ایک مسئلہ موجود ہے وہ تو شیئر 50 روپے پر شیئر کے طور پر لیکن جب ورکرز کو الائیڈ بنک دیا گیا تو وہ 70 روپے فی شیئر کے حساب سے دیا گیا۔ الائیڈ بنک بہ نسبت ایم سی بی کے چھوٹا بنک ہے اس وقت جس طریقے سے توکل کو بنک دیا گیا آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ اس کی assets

(مداخلت)

Madam Deputy Chairman: No cross talk please.

جناب منظور احمد خان گچکی : منشاء گروپ کو حسب منشاء دیا گیا۔ اس میں آپ دیکھیں اگر ورکرز کو دیا جاتا ہے تو شیئر 70 روپے کے لگ بھگ ہے' یہ 50 کے لگ بھگ ہے یعنی کوئی criterian تو ہوتا۔ پھر میں آپ کو بتاؤں کہ جس amount پر ان کو دیا گیا ایم سی بی کے assets اس اماؤنٹ سے زیادہ ہیں۔ دوسری بات یہ ہے ہم یہ بھی جانتے ہیں آپ یہ کہتے ہیں کہ ڈی نیشنلائزیشن کا عمل اس لئے ہو رہا ہے کہ ہم نقصان میں جا رہے ہیں یا دوسرے خسارے میں جا رہے ہیں لیکن آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ بنک جو آپ نے ڈی نیشنلائز کئے ہیں یہ کون سے خسارے میں جا رہے تھے۔ آپ کے پاس کوئی ایسا data ہے کیا فنانس منسٹر وہ data مہیا کریں گے کہ وہ بنک خسارے میں جا رہے تھے۔ یقیناً خسارے میں نہیں جا رہے تھے۔ یہ الگ بات ہے اس میں bureaucrtisation کا عمل ہوا ہے اور یہ گورنمنٹ کی پالیسی کا failure ہوا ہے۔ جب بھی کسی ملک میں democratic institution مضبوط نہیں ہوتے جب بھی معیشت کی منصوبہ بندی بہتر طریقے سے نہیں ہوتی' جب بھی آپ ایک بیمار معیشت کی بات کرتے ہیں اگر آپ اس کو صحتمند معیشت کی طرف نہیں لے جاتے اس وقت تک وہ معیشت بیمار رہتی ہے صرف ڈی نیشنلائزیشن سے یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا۔

ڈی نیشنلائزیشن کے جو نیگٹو پہلو ہیں ان میں سب سے بڑا خطرناک پہلو یہ ہے صوبوں سے جن لوگوں کو بنکوں میں لیا گیا ہے ان کو آہستہ آہستہ نکالا جائے گا اور ان

ایریاز سے ریکروٹمنٹ کی جائے گی جن جن ایریاز سے بنکوں کے مالکان کے گروپس موجود ہیں۔ اس سے یہ ہو گا کہ ہمارے ہزاروں دوست ساتھی یاورکرز بنکوں میں کام کرتے ہیں ان گروپس کی وجہ سے ان کو نکالا جائے گا اور پھر ان کی کوئی دادرسی نہیں ہو گی۔ اس وقت تک تو یہ بات ہے کہ اگر کوئی irregularity ہوتی ہے ہاؤس کے اندر تو ہم بول سکتے ہیں۔ گورنمنٹ کو pressurize تو ہم کر سکتے ہیں لیکن جب آپ ڈی نیشنلائنز کریں گے تو کس کے پاس ہم جائیں گے سوائے اس کے کہ ہم سارا دن کورٹ میں چلے جائیں یہاں کم از کم وزیر خزانہ تے تو بات کر سکتے تھے اس کے بعد کس سے بات کریں؟ میں تو کہتا ہوں کہ اس عمل کو روکا جائے اس ملک میں یہ تباہی ہو گی جس طریقے سے کروڑوں روپیہ 24 گھنٹے کے اندر اس لئے دیا جاتا ہے ان لوگوں کے کہنے پر ان کو بنک دیئے گئے اور وہ روپیہ صرف انہوں نے ٹوکن کے طور پر دیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ عمل آگے چل کر مزید خطرناک صورت حال اختیار کرے گا اور میری گزارش ہے ان بنکوں کے ڈی نیشنلائنز یشن کے عمل کو روکا جائے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : شکریہ۔ جناب حسن اے شیخ صاحب !

Mr. Hasan A. Shaikh: We are discussing the banking policy of the country. We had an opportunity of hearing the Finance Minister, probably eroneously he got up and he made certain statements and they have given us an inclination of the mind of the government.

Mr. Sartaj Aziz: Point of order. That statement is not on record and can not be referred to.

میڈیم ڈپٹی چیئرمین : یہ جو پہلے منسٹر صاحب بولے تھے پھر ممبرز نہیں بولے تھے وہ سٹیٹمنٹ آف دی ریکارڈ ہے اور وہ دوبارہ بولیں گے۔

Mr. Hasan A. Shaikh: No, we have heard him, unless you can erase it from our memory.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : دوبارہ وہ بولیں گے۔ جناب طارق چوہدری صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد طارق چوہدری : پوائنٹ آف آرڈر۔ محترمہ ! کیا ان کے وہ الفاظ جو

انہوں نے پہلے کہے تھے انہوں نے واپس لے لئے یا آپ نے حذف کر دیئے کہ ان کو ریفر نہیں کیا جا سکتا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : نہیں چونکہ وہ منسٹر صاحب نے پہلے سٹیٹ منٹ شروع کر دی تھی ان سے میں نے کہا کہ ممبرز جب بولیں گے تو پھر وزیر صاحب بولیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : پوائنٹ آف آرڈر۔ جو بھی اس فلور پر کہا جاتا ہے وہ آن ریکارڈ ہوتا ہے۔ ان کی سٹیٹ منٹ آن ریکارڈ ہے وہ حذف نہیں ہوئی۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : وہ میں کر سکتی ہوں۔ آپ بات شروع کیجئے حسن اے شیخ صاحب۔

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, as far as the Finance Minister is concerned he has given us an inclination of the mind of the Government what the Government is doing at present. The Government does not know what it is doing; different policies with regard to different individuals, different banks, and different methods with regard to different banks. Some banks have been handed over to the employees. One banks yes, but the other banks are getting ready to take it over . How would the Finance Minister stop banking magnets or capitalists from being behind the CBA, behind the employees buy it and then go to the bank and take it over. If the employees could run these banks why was the State Bank necessary, who was supervising this? Was the Finance Minister supervising it? I must say before this House, Sir. I have no personal complaint against the Finance Minister. Whenever I have approached him for any public cause he has been co-operative but he is not the whole of the Government. He can be over ruled and as Mr. Tariq Chaudhry said, there are two parties at least who have got loans of thirty crores of rupees in one hour because they deposited five thousand rupees that is what he said. There was nobody objected to that position.

The Finance Minister is in the House, the other Minister, who was probably mentioned, was in the House in the morning but is not here now.

(interruption)

Mr. Hasan A. Shaikh: He is here. He also did not object to the statement of Mr. Tariq Chaudhry.

Ch. Shujat Hussain: Point of order, Madam Chairman.

Madam Deputy Chairman: Ch. Shujat Hussain on point of order.

چوہدری شجاعت حسین : میڈم ڈپٹی چیئرمین ! آپ نے صبح بھی فرمایا تھا کہ یہاں نیشنل اسمبلی والا ماحول نہ بنایا جائے۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو ہم یہاں بھی نیشنل اسمبلی والا ماحول پیدا کر دیتے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : نہیں جی، میں کسی کو بھی اس کی اجازت نہیں دوں گی کہ ہر بات کے اوپر پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جائے اور ہر بات کے اوپر explanation کی اجازت مانگی جائے۔

چوہدری شجاعت حسین : میں اس پر بات کروں گا لیکن اس وقت جب سب بات کر چکے ہوں گے۔ میں ہاؤس کی عزت کے لئے اور چونکہ ہمیشہ یہ طریقہ کار رہا ہے کہ بار بار مداخلت نہیں کی جاتی ورنہ میں ابھی، اگر وہ چاہتے ہیں تو اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : نہیں جناب ! میں یہاں کسی کو وہ ماحول create کرنے کی اجازت نہیں دوں گی...........

(مداخلت)

آپ تشریف رکھیں، جناب حسن اے شیخ صاحب ! آپ تو بڑے سینئر ممبر ہیں ذرا ماحول کا خیال رکھیں۔

Mr. Hasan A. Shaikh: Madam Chairman, I think, the Minister of Interior has misunderstood me. I say I know that he could not have given an explanation on the floor of the House but there is one method by which he could have said "Question" when he made that statement, that is a parliamentary method all over the world not only here. He could have said "Question". He did not say that. That means he accepted it. He did not say that that is why he questioned me but I take it for granted. But the time for questioning was there when Mr. Tariq Chaudhry made the statement, I am not making a statement against him.

Now, Sir, there is a method even in madness. It appears that all the nationalized industries are being taken out for de-nationalization, privatization in a big lump. Is there any country in the world where such big changes take place in such a short time. Russia, you know, Russian experiment failed, therefore, they have got for marketing. Now, if you want a particular industry which Mr. Tariq Chaudhry mentioned is a monopoly inspite of the Steel Mill in the country there is a monopoly in a particular type of steel.

Madam Deputy Chairman: Ch. Shujat Hussain on a point of order.

چوہدری شجاعت حسین : میڈم ڈپٹی چیئرمین صاحبہ ! میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ شوگر ملز monopoly industry نہیں ہے۔

جناب حسن اے شیخ : میں نے شوگر ملز کا نہیں کہا، میں نے سٹیل ملز کا کہا ہے۔

چوہدری شجاعت حسین : انہوں نے جس قرضے کا ذکر کیا ہے وہ شوگر مل کے قرضے کا ذکر کیا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : انہوں نے سٹیل ملز کی بات کی ہے۔

چوہدری شجاعت حسین : انہوں نے جس قرضے کا ذکر کیا ہے وہ شوگر مل کے قرضے کا کیا ہے۔ میں درستگی چاہوں گا کہ آپ کو بھی بتادوں اور ہاؤس کو بھی بتادوں انہوں نے مسلم کمرشل بنک کے جس قرضے کا ذکر کیا ہے، انہوں نے شوگر ملز کے قرضے کا ذکر کیا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : چوہدری صاحب ! آپ تشریف رکھیں۔ جناب حسن اے شیخ صاحب !

Mr. Hasan A. Shaikh: I am prepared to be corrected by him (Ch. Shujat Hussain) because he knows better, he is in the thick and thin. I am much outside, far away from it. He is much in the thick and thin, he knows it. I will accept his statement as correct but Sir, this is a very easy point to understand. Would that Sugar Mills or Steel Mills have got within one hour or two hours thirty crores of rupees on a deposit of five thousand rupees if that did not belong to senior people in the Government? Is there any instance anywhere in the world where a Minister deals with co-operative societies meant for poor people? Were these Ministers so poor that they were dealing with co-operative

societies and making money and when that question came out in the public and in the open, they got the money from the banks and deposited it in the co-operative societies. I am told it is not correct that all the co-operative societie's money had been paid back, they should give us facts. How much did they take from the co-operative societies? How much they have paid back and from where against, which mortgage, against which business which industry and if they had this money why did they resort to the co-operative societies? It is a very peculiar situation in Pakistan and some Member today, on the floor of the House, said. 'I have committed no crime'; certainly he has committed no crime but he has committed something which nobody in the world will ever pardon him because what he should have done, he came as a public man to be a Minister instead of helping the public, helping the poor people, he is himself swallowing everything that he can get. Can he do that? Could he do that? Should he have done that? So, therefore, these are matters which can be dealt with properly if the banking policy is not changed as it is now being contemplated. A Member of the House who is the Chairman of the Privatization Commission said. 'I was not present when yesterday certain things were said in the House'. I want to tell him it is his duty to be present here. If he does not, he should be given no chance of explanation. On the contrary we should take him to task. I know that the Finance Minister will be probably giving him the support because he is a Head of the Government in respect of this privatization, but how does this privatization help this country? Does it help the poor people of this country. Yesterday, Sir, I said that one Minister told me that this is because we were losing on the revenue side the money we are collecting from the people and yesterday in reply Mr. Sartaj Aziz said 'we are losing five hundred crores of rupees every year, if that is correct we will lose much more when these banks are being handed over to people they have to be taken over by the State Bank.

I was also told that the record of tax payment is not correct. Did you take any action against them? Did you take any action because there record was not correct? Did you publicise that these banks were being auctioned? That anybody who has not got a proper tax record will not be able to get these banks. I think a Minister can not merely say this on the floor of the House and consider himself scot-free. He will be chased with this statement as long as he is a Minister not only in the reply to this, but as long he is a Minister if five hundred crores of rupees were being lost; they should have made the statement that all these

banks were paying income tax properly. All these banks were setting up the branches all over the country. If they did not help the poor people to get money, if they did not help them to get employment, what is this method of running a country. As soon as you come, you say no employment, there is a ban on employment and therefore, you will have to proceed without that. I don't know, it is worse than those people who came here with *Roti, Kupra* and *Makan*, it is worse to that. You should have said 'alright' anybody, where there is a vacancy, you can got but they are not supporting anybody, they are supporting only those people whom they consider to be their friends or their erstwhile future friends. I am not going to say anything more personally.

I have a grievance against the Finance Minister—a nice man, a Senator by choice, he should not have fallen prey into this trap. True, we never heard him of dealing with finance and suddenly he has become finance wizard. So, this is something which I compliment him. He has not done anything which has impressed me, but he has not done anything which I could point out except this that he has followed the orders of his boss and I must tell him that when he is giving a reply here the kitchen cabinet or non of the kitchen cabinet member is here, what will happen to his reply. His reply will be of no avail. Therefore, the real policy of the banking is controlled by the kitchen cabinet not by this cabinet, not by the Finance Minister and therefore, unless the kitchen cabinet is taken to task Mr. Tariq Chaudhry, you will not succeed. Thank you.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اخونزادہ بہرہ ور سعید صاحب !

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب چیئرمین صاحبہ ! اگر اس بحث کو دوسرے دن تک جاری رکھنا ہے تو یہ بہتر ہو گا کہ وزیر خزانہ صاحب نے جو وعدہ کیا ہے وہ اس کو explain کریں گے۔ لہٰذا اگر اس explanation کے بعد مجھے موقع دیں تو میں مشکور ہوں گا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب سرتاج عزیز صاحب ! کل آپ کر سکیں گے ؟ یہ تو پھر اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پہ آسکے گی۔

میں تو آپ لوگوں سے پوچھ رہی ہوں پھر تو یہ اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پہ آسکے گا۔

(مداخلت)

اخونزادہ بہرہ ور سعید : میں نے گزارش کی ہے کہ وزیر خزانہ کی بریفنگ کے بعد اگر موقع مل جائے تو بہتر رہے گا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : نہیں نہیں ایسا نہیں ہو گا۔ ابھی آپ لوگوں نے جو کہنا ہے کہہ لیں پھر windup ہو گا۔

حافظ حسین احمد : پوائنٹ آف آرڈر۔ محترمہ !اگر کوئی اپنی احتیاط اور پارلیمانی پارٹی کے فیصلوں کے بعد بولنا چاہتے ہیں تو بعد میں بولیں لیکن ہمیں موقع دیا جائے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : ٹھیک ہے جی۔ جناب حافظ حسین احمد صاحب !

حافظ حسین احمد : شکریہ۔ محترمہ ! اصل میں ہم بھی چاہتے ہیں کہ سینٹ کا ماحول ٹھیک رہے اور وزیر ماحولیات سے بھی آپ کہیں کہ وہ یہاں بیٹھا رہے۔ محترمہ ! مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت جو پاکستان میں اداروں کی خرید و فروخت اور نیلام عام کا مسئلہ ہے اور اس سلسلے میں جہاں تک میرا نقطہ نظر ہے وہ شاید میں اپنے ذہن کے مطابق عرض کروں گا۔ آج ہم یہ سوچیں کہ ہم ان مسائل کے ذریعے کیا حالات کو تبدیل کر سکتے ہیں۔ کیا ہم بنکوں کی ساکھ کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جو ادارہ آئین ' قانون اور نظام بناتا ہے آج وہاں سے اجازت لی جاتی ہے کہ کاش ! آج ہمارے وزیر خزانہ اور وزیر قانون اور دیگر وزراء اس معزز ایوان سے ایسی قانون سازی کی بات کرتے 'ہم سے ایک ایسی بات کا تقاضا کرتے اور قانون سازی کے ذریعے اس نظام کو تبدیل کیا جاتا تو ہمیں بڑی خوشی ہوتی۔ لیکن یہاں جو قانون سازی کی جاتی ہے اس میں جس چیز کی اجازت دی جاتی ہے وہ نظام کی تبدیل کی نہیں صرف ملکیت اور مالک کی تبدیلی کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس وقت اسلامی جمہوری اتحاد جو اس ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ ' اسلامی نظام معیشت کے نعروں اور وعدوں کی بنیاد پہ وہ برسر اقتدار آیا ہے۔ انہوں نے ووٹ لئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت مسئلہ مالک کی تبدیلی کا نہیں ہے بلکہ اصل مسئلہ اس نظام کی تبدیلی کا ہے۔ میں یہی گزارش کروں گا کہ آپ مالک بدلیں کوئی بھی مالک بنے ' حکومت اس بنک کی مالک ہو یا مالک کوئی فرد ہو ' مالک کوئی کمپنی ہو ' مالک توکل گروپ ہو یا کوئی منشا حسب منشاء گروپ ہو ' جو بھی ہو لیکن اگر آپ اس نظام کو تبدیل نہیں کرتے ' اس نظام معیشت کو ' اس بینکاری سسٹم کو آپ تبدیل نہیں کرتے تو میں سمجھتا ہوں

کہ جس طرح 1970ء کے عشرے کے بعد نیشنلائزیشن کی بات ہوئی اور اس وقت بھی یہ کہا گیا کہ جناب پرائیویٹ افراد سے لے کر اسے قومی ملکیت میں دیا جائے اور اس کے بعد بنک صحیح طور پر چلیں گے معیشت کو سہارا ملے گا، صنعتیں لگیں گی لیکن جناب چیئرمین صاحب! جب پرائیویٹ افراد سے لے کر قومی ملکیت میں لیا گیا اور پھر یہ پورا عرصہ ہمارے سامنے ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اور اگر آج بھی آپ صرف ملکیت تبدیل کریں گے، آپ صرف مالک تبدیل کریں گے، آپ نظام تبدیل نہیں کریں گے تو یقیناً چند دن کے بعد آپ رہیں یا شاید نہ رہیں کوئی اور آئے تو اسی معزز ایوان میں قومی اسمبلی میں، کہیں پھر یہ سوچنا نہ پڑے کہ جناب! اب ہم اسے کیا کریں۔ تو میری یہی گزارش ہے کہ اس وقت مسئلہ کیا ہے؟ مسئلہ اس بینکاری کا ہے اس سودی نظام کا ہے جس کے تحت ہمارے بینک چلتے ہیں جس کے تحت اسلامی جمہوری اتحاد کے وزراء قرضے لیتے ہیں جس کے تحت وزیراعظم صاحب قرضے لیتے ہیں میں صاف کہتا ہوں کہ اگر واقعی آپ نے اسلام کی بات کرنی ہے۔ آئین، قانون اور دستور اس لئے نہیں بنائے جاتے کہ اسے ہم پھینک دیں یہ اس لئے ہیں کہ ہم پڑھیں نہ کہ جب چاہیں اسے ہم پھینک دیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی دفعہ نمبر63 کو دیکھیں کہ اگر ایک ممبر پارلیمنٹ، وہ کس بات سے disqualify ہوتا ہے اگر وہ فاسق ہو اگر وہ فاجر ہو اگر وہ گناہ گار ہو تو آپ کے قانون کے تحت وہ نہ ایوان بالا میں بیٹھ سکتا ہے نہ وہ ایوان زیریں میں بیٹھ سکتا ہے نہ وہ صوبائی اسمبلی میں بیٹھ سکتا ہے اگر میں نے یہ دعویٰ کیا ہو تو آپ مجھے جو کچھ بھی کہیں لیکن الحمدللہ آج آپ کے ایک سینیٹر نے جو اسلامی جمہوری محاذ کے ٹکٹ پہ آئے ہیں میرے محترم اور حق گو ساتھی ہیں طارق چوہدری صاحب نے اس ایوان میں یہ بات کی کہ جناب وزیراعظم نے 30 کروڑ روپے کا قرضہ لیا۔ مجھے اس سے اختلاف ہے جو کہتے ہیں کہ قرضے کا حق نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں حق ہے لیکن کیا سود لینا اور سود پہ قرضہ دینا جائز ہے؟ میں فتویٰ نہیں دوں گا۔ آپ کی اپنی اسلامی نظریاتی کونسل موجود ہے۔ آپ کی پارٹی میں علماء موجود ہیں۔ آپ کا اپنا منشور ہے، آپ کا اپنا دستور ہے۔ آپ اس سے جا کر پوچھیں اگر سودی قرضہ لینا جائز ہے اور کوئی شخص سودی قرضہ لینے کے بعد فاسق نہیں ہوتا فاجر نہیں ہوتا اور آپ کے اس آئین کے تحت وہ نااہل نہیں ہوتا تو مجھے بتایا جائے میرا ایک سوال ہے اس کا جواب آپ نے دینا ہے

آپ کے وزراء نے دینا ہے آپ کی وزارت قانون نے دینا ہے اور جناب چیئرمین صاحب ! اس کا جواب وزیراعظم صاحب نے دینا ہے۔ پھر میں یہی کہوں گا کہ جناب اس نظام کو بدلیں' اس بینکاری کے سسٹم کو بدلیں۔ آپ پوری قوم کے غریب افراد سے کسی سے 5 ہزار روپیہ' کسی کا 10 ہزار روپیہ' کسی کا تین ہزار روپیہ' کسی کے 15 سو روپے ان بینکوں میں موجود ہیں اور جناب اگر وہی شخص جس کا 5 ہزار روپیہ 25 سال سے بینک میں پڑا ہوا سے ضرورت پڑتی ہے اس پر بیماریاں مسلط ہوتی ہیں اس کا نقصان ہو جاتا ہے لیکن وہ اس بینک کے پاس جاتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ حضور منیجر صاحب کہ میں نے تو 25 سال سے آپ کے بینک میں رکھا ہے۔ مجھے بتایا جائے کیا اس اکاؤنٹ ہولڈر کو 10 ہزار روپیہ قرضہ ملے گا۔ قطعاً نہیں ملے گا۔ آپ کیا سسٹم چلا رہے ہیں۔ آپ کروڑوں افراد کی جیب سے پیسے نکال کر غریبوں کی جیب سے پیسے نکال کر ایک صنعت کار کے حوالے کرتے ہیں۔ وہ 30 کروڑ لیتا ہے وہ ایک ارب لیتا ہے وہ سات ارب روپیہ لیتا ہے اور اس کے بعد آپ سمجھتے ہیں کہ یہاں نظام معیشت تبدیل ہو گا۔ محترمہ ! اس طرح نظام معیشت تبدیل نہیں ہو گا۔

اس کے بعد آپ دیکھئے کہ اگر آپ کسی بینک کو کسی فرد کے حوالے کرتے ہیں میں کہتا ہوں کہ یہاں کو آپریٹو سوسائٹیز کا مسئلہ چلا تو کہا گیا کہ جناب حکومت کی کوئی بات نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر حکومت کے زیر نگرانی بینک ہوں گے تو جس غریب آدمی کا پیسہ 15 سو' ایک ہزار روپیہ کسی بینک میں ہو گا۔ اگر وہ دیوالیہ ہو جائے تو وہ بیچارہ کس سے التجا کرے گا۔ ٹھیک ہے وزیر خزانہ صاحب کہیں گے کہ جناب سٹیٹ بنک اس کا ذمہ دار ہے۔ لیکن میں کہوں گا کہ کیا کو آپریٹو سوسائٹیز کی جو رقومات تھیں جو پیسے تھے کیا اس کی ذمہ داری صوبائی حکومت پر نہیں تھی ؟ کیا اس کی ذمہ داری اس ڈپٹی کمشنر پر نہیں تھی جو اس کا ایڈمنسٹریٹر تھا ؟ کیا اس کی ذمہ داری ان ایم این ایز اور ایم پی ایز پر نہیں تھی جو خود جا کر ان کو دکانات فراہم کرتے تھے اور جا کر ان کے دفاتر کا افتتاح کیا کرتے تھے' کیا اس کی ذمہ داری ان وزیروں اور ان افراد پر نہیں ہے جنھوں نے غیر قانونی طور پر ان کو آپریٹو سوسائٹیز سے قرضے لئے..........

میڈم ڈپٹی چیئرمین : حافظ صاحب ؟ ذرا وقت کا خیال رکھیں۔

<u>حافظ حسین احمد</u> : اگر آپ فرمائیں گی تو میں تو یہی کہوں گا کہ اگر طارق صاحب بات کرتے ہیں' حسن اے شیخ صاحب بات کرتے ہیں.......... میں یہی گزارش کروں گا کہ سینٹ کا کام کیا ہے ؟ سینٹ کا کام ملکیت کی تبدیلی نہیں ہے' سینٹ کا کام نظام کی تبدیلی ہے۔ میں یہی گزارش کروں گا کہ اس وقت آپ مہربانی کر کے کچن کیبنٹ کی بات ہو' باتھ کیبنٹ کی بات ہو' ہمیں تو پتہ نہیں کہ کچن کیبنٹ کیا ہے یا باتھ کیبنٹ کیا ہے ؟ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ اس ایوان میں جو قانون سازی ہوتی ہے ہم اس کی بات سمجھتے ہیں' ہم تو یہ حکومت کے فیصلے سمجھتے ہیں چاہے آپ کی آپس میں جتنی تلخیاں ہوں ہمیں تو سب کا احترام ہے لیکن ہمارے وزراء صاحب اور ہمارے وہ دوست جن کا تعلق آئی جے آئی سے ہے انہوں نے طارق چوہدری صاحب کی بات سنی اور پیچھے مڑ کر دیکھا

دیکھا جو تیر کھا کے کمین گاہ کی طرف
اپنے ہی طارق چوہدری سے ملاقات ہو گئی

<u>میڈم ڈپٹی چیئرمین</u> : سید عبداللہ شاہ صاحب ! لیکن پلیز ٹائم کا ذرا خیال رکھیں۔

Mr. Abdullah Shah: Thank you Madam Chairperson.

I don't have to add much because a lot has been said by the learned Senators on the issue. I will restrict my submissions on one point in particular. When nationalization of banks was done it was not done for any ulterior motives. The motive was that the Pakistani banks, national banks should be available not only to a few individuals but there should be loan giving agencies for a common Pakistani. I am prepared to enter into a debate with the honourable Finance Minister of course, after some preparation because he has got so much staff to support him to give him briefing that that sort of nationalization did serve some purpose. It has served a good purpose of course, there have been mistakes in the performance of the nationalized banks as mistakes are committed by anyother government or semi-government organizations. So, you do not nationalize every department of government because they are partly corrupt or because they are inefficient but you try to improve them. Here you are taking the things from one stream to another stream. To give everything to the private sector, I will try to submit before you Madam Chairperson, that there

should be a competition between the private sector and the public secctor. Let there be sums of equilibrium. Please do not create monopoly. This is giving not only bad name to the government of the day and this is cutting at the very roots of the country's economy.

Now so much has been said about the co-operatives scandal, banking scandal, loans being taken away under political influence and government influence, these may be facts; these may not be facts, I am not going into that. But I am making another point before you Madam Chairperson, as a warning. There were finance companies, they took a lot of money of our poor people. Now, there is another thing which has not been mentioned in this House and that is the 'Modarba Scheme'. Kindly note down my humble words 'This scheme is again going to create a very big financial scandal in this country. I will request the honourable Finance Minister to save the poor people from this scandal. I have informed the very responsible person and I can also produce before him a detailed report. He is not a government functionary; he is not in the business but he is a man who knows that this Modarba Scheme is going to be a failure. Please save the country from all this financial debacle in which we are being taken.

Lastly, there is a proposal that there should be an inquiry in the financial scandals that are reported in the press or otherwise, these are mere allegations until and unless they are proved, they cannot be acted upon. But I will say that the inquiry should be conducted not by those against whom allegation is made but by other persons like the President, like the Chairman of the Senate, like the Deputy Chairman. You can appoint an inquiry commission because allegations have been made against certain Ministers. So, the same Ministers cannot form the part of the inquiry committee. You cannot be a judge in your own cause. This is a simple principle of natural justice, therefore, an independent and impartial inquiry should be held to clear the names of those who have been alleged of making these mis-appropriations.

Thank you, Madam Chairperson.

<u>میڈم ڈپٹی چیئرمین</u> : سید فصیح اقبال !

<u>سید فصیح اقبال</u> : محترمہ میں نے تو کہا تھا کہ نیکسٹ ڈے بات کروں گا لیکن چلئے میں بھی کچھ تھوڑی بہت اپنی معروضات پیش کر دیتا ہوں ' جناب چیئرمین صاحب! میرے معزز ساتھیوں نے کچھ باتیں کی ہیں مجھے اتفاق ہے..............

میڈم ڈپٹی چیئرمین : فصیح صاحب ٹائم کا ذرا خیال رکھیں۔

سید فصیح اقبال : ٹائم کا مسئلہ۔ معاف کرنا اپنا مافی الضمیر بیان کریں گے، عبداللہ شاہ صاحب نے جو بڑی نہایت balanced تقریر کی ہے اور انہوں نے یہ ضرور کہا ہے کہ شکوک و شبہات ہیں ابھی تک یہ پتہ نہیں چل سکا کہ کوآپریٹو سکینڈل میں کون ماخوذ ہے کون نہیں ہے میں بھی اسی بات پر آؤں گا کہ جوڈیشل انکوائری ہو اور یہ مسئلہ بالکل صاف طور پر سامنے آ جائے کہ کون لوگ اس میں ملوث ہیں جہاں تک بینکنگ کی بات ہے سب سے پہلے تو انہوں نے کہا بینکوں کو نیشنلائز کرنا، جلدی میں ہوا، ٹھیک ہے ulterior motives نہیں تھے اتنی جلدی ملک میں پرائیویٹ بینکوں کو جب انہوں نے نیشنلائز کیا، "ایک غلط کام کیا اب ڈی نیشنلائز کرنا ایک بہت مسئلہ تھا بڑے غور و خوض کے ساتھ کرنا چاہئے تھا چند بینکوں کے لئے تو میں کہہ سکتا ہوں بہتر ہے لیکن اگر حکومت نے اپنی پوری اکانومی پرائیویٹ سیکٹر کے سپرد کی ہے تو میں سمجھتا ہوں یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے عادلانہ اور دانشمندانہ بلکہ ملک کیلئے بڑے خطرے کا باعث ہو سکتی ہے آپ کو پتہ ہے کہ میں تو اس کو اس انداز میں بھی لیتا ہوں کہ آج اس وقت کوئی 28 ہزار افراد ایک ایک بینک میں ملازم ہے نیشنل بینک میں 27 ہزار، حبیب بینک میں 29 ہزار، کوئی ڈیڑھ لاکھ ملازم ہے جس میں کم از کم صوبوں کا کوٹہ۔ کوئی پانچ، چھ ہزار میرے صوبے کا بنتا ہے جب پچھلی حکومت میں ہم نے بات اٹھائی تو ساڑھے تین ہزار صرف ہمارے بلوچستان کے افسروں اور ملازموں کا کوٹہ تھا، وہ نہیں ملا تھا۔

آج میں سمجھتا ہوں کہ یہ سازش چھوٹے صوبوں کے لئے ہو رہی ہے ایسے اداروں اور ایسے بینکوں کو ڈی نیشنلائز کیا جا رہا ہے کہ ہمیں ملازمت سے بھی محروم کیا جا رہا ہے لہٰذا اس کے دو مسئلے ہیں میں صوبہ بلوچستان سے تعلق رکھتا ہوں وہاں 15 ملین 25 ملین ڈیپازٹ ہے اور اس کے مقابلے میں چند کروڑ روپے بینکوں نے دیئے ہیں اس لئے کہ جب مسلم لیگ کی پچھلی حکومت آئی تو پچھلے وزیر خزانہ نے تمام صوبوں میں بورڈ آف ڈائریکٹرز کے لئے ایک ڈائریکٹر مقرر کیا اور یہ حکومت کا مستحسن قدم تھا کہ ہر صوبے میں برابری کی بنیاد پر ایسے افسران رکھے گئے جن کو یہ اختیار تھا کہ

وہ دو کروڑ روپے تک قرضے دے سکیں اب یہ عالم ہے کہ ابھی یہ سکیم پوری طرح ڈی نیشنلائنز نہیں ہوئی تمام بینکوں نے اپنے دفاتر اٹھالئے ہیں اور ہمارے صوبوں کی آئینی حق تلفی ہوئی ہے میں تو سمجھتا ہوں کہ جب تک تمام صوبوں کی اسمبلیاں فیصلہ نہ کریں یہ بینکوں کی ڈی نیشنلائنز کرنے سے روکا جائے۔ اس وقت یہ عالم ہے کہ ہمارے پاس دس ہزار گریجویٹ بیکار گھوم رہے ہیں۔ ایک سال تک تو ہماری حکومت نے بین لگا رکھا کہ بھئی زیادہ فاضل آدمی رکھے جاچکے ہیں لیکن جو چار پانچ ہزار آدمیوں کا بیک لاگ تھا وہ کیسے پورا کریں گے اب اگر آپ پرائیویٹ سیکٹر کو دیتے ہیں تو آپ بتائیے ان سرمایہ داروں کو دیکھیں پورے ملک کی انڈسٹری میں کس داؤد نے، کس سہگل نے، ولیکا نے پاکستان میں ایسے منصوبے بنائے ہیں جس میں عوام کی بہبودی کا خیال رکھا ہو۔ یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ حکومت بھی بزنس مین کے پاس ہو میں تو کہتا ہوں اور وزیر خزانہ سے درخواست کرتے ہیں اس پہلو کو مرحلہ وار دیکھیں اور اتنی جلدی بھی کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ دنیا کے لوگ ہنس رہے ہیں کہ پاکستان کے پاس تو اپنی بیمار انڈسٹری کے لئے پیسے نہیں ہیں آپ نے سوپونٹ دے دیئے پیسہ کہاں سے آئے گا اس کا مطلب ہے کہ آپ غیر ملکی آقاؤں سے قرضہ لیں گے یہ بلیک منی واپس آئے گا یہ کن لوگوں کا پیسہ واپس آئے گا۔ انہی سرمایہ داروں کا آئے گا جو ولیکا، سہگل اور داؤد کے نام پر ہے۔ آج قرضوں کی بات ہوتی ہے میں تو کہتا ہوں کہ پارلیمنٹ میں، ان سرمایہ داروں کے نام بھی پیش کئے جائیں وہ کیوں بچ رہے ہیں آپ کے ملک میں سہگل نے داؤد نے کیا کیا ہے انہوں نے اگر انڈسٹری بنائی ہے تو لائنس بیچ کر بنائی ہے انہوں نے قرضے لے کر بنائی ہے ان کا کبھی ذکر نہیں ہوتا ٹھیک ہے میں سمجھتا ہوں کہ قانون کے مطابق ہر پاکستانی کا حق ہے کہ وہ قرضہ لے لیکن اس اطلاق قواعد و ضوابط کے مطابق ہو، قرضہ لینا جرم نہیں ہے لیکن یہ دیکھئے کہ اس استعمال کہاں ہوتا ہے۔ ایک شخص نے 62ء میں دو ملیں لگائیں آج دیکھئے آج اس کی 32 ملین ہیں آپ یہ تحقیقات کروائیں اور اس پر جوڈیشل انکوائری تمام انڈسٹر یلسٹس کی بھی ساتھ ہو انہوں نے کتنا ٹیکس دیا ہے میں وزیر خزانہ صاحب کی توجہ اس طرف بھی دلاتا ہوں آج آپ نے بینک نیشنلائنز کئے ہیں آپ ٹیکس دے رہے ہیں۔ آپ کے پانچ چھ

بینک تو نقصان میں بھی نہیں ہیں، وہ ٹیکس دیتے ہیں اس لئے کہ پبلک سیکٹر ہے پرائیویٹ سیکٹر ٹیکس دیتا نہیں۔ یہ جتنے سرمایہ دار ہیں انہوں نے کروڑوں اربوں روپے ٹیکس کے نہیں دیئے پاکستان کے غریب آدمیوں کی جمع پونجی ساری بینکوں میں ہے اور وہ بینک جب پرائیویٹ سیکٹر کے پاس آئے گا پھر وہ ٹیکس نہیں دیں گے حکومت کو مزید نقصان ہو گا اس لئے حکومت کی یہ پالیسی بالکل غلط ہے سارے بینکوں کو آپ اس طرح نیلام عام پر چڑھا دیں آج نیشنل بینک کی ہے, آپ DFLs دیکھئے انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بینک سے پاکستان کے کچھ متوسط طبقے کو انڈسٹری ملی ہیں آج PICIC ہے این ڈی ایف سی ہے آخر اس حکومت کے پاس کیا ایسا جادو ہے کہ سب چیزیں لے کر آپ اپنا بجٹ چلانا چاہتے ابھی عوام میں اتنی غیرت ہے کہ اگر وہ اپنا ملک چلانا چاہیں تو ایک ایک روپیہ جمع کر کے ملک چلا سکتے ہیں لیکن یہ افسوس کا مقام ہے آپ اتنے بڑے فیصلے بغیر پارلیمنٹ کو اعتماد میں لئے کرتے ہیں مجھے پتہ ہے کہ ایک سفید ہاتھی بینکنگ کونسل کھڑا ہے تو سٹیٹ بینک کے فرائض کیا تھے۔ کراچی کے اندر فنانس کمپنیاں بنیں وہ ٹی وی کے اندر اشتہارات لے کر ٹی وی جو حکومت کا اپنا ادارہ ہے یعنی حکومتی کنٹرول میں ہے فنانس کمپنیوں نے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے ایسے ایسے اشتہارات دیئے اور وزراء اور صوبوں کے گورنر افتتاح کر رہے ہیں اس پر جب لوگ لٹ گئے تو سٹیٹ بینک آیا کہ ہم نوٹس دیتے ہیں افسوس یہ ہے اس میں حکومت برابر کی شریک ہے آپ انکوائری کرائیں سٹیٹ بینک کا بھی فرض ہے منسٹری فنانس کا بھی فرض ہے اور پچھلے دور میں سیاسی طور پر قرضے دیئے تو جناب منسٹری فنانس بھی تو پچھلی حکومت میں شامل تھی اس کو آپ نے کیوں سزا نہیں دی صرف بینکوں کو کیوں دی آپ کا ہاتھ صرف اس لئے چلتا ہے کہ ان کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ پورا نظام تباہ ہو گیا ہے ایک بینکنگ کونسل ہے جس کا کوئی کام نہیں تھا۔ نیشنلائزیشن ایکٹ 1974ء میں تھا کہ وہ کنٹرول کرے گی ایک سپر باڈی کیوں بنائی گئی جب سٹیٹ بینک کا یہ کام تھا اب آپ دوبارہ پھر وہی غلطی کر رہے ہیں خدانخواستہ پاکستان کی معیشت کو کوئی نقصان پہنچا تو یہ حکومت اس کی ذمہ دار ہو گی میں سمجھتا ہوں کہ اس میں چھوٹے صوبوں کا خیال نہیں رکھا گیا اس لئے کہ میں

توسب سے پہلے یہ دیکھتاہوں کہ ہمارے صوبے میں اگر کبھی پرائیویٹ بینک آیا اس نے برانچ ہی نہیں کھولنی وہ سب برانچیں بند ہو جائیں گی میں کہتاہوں کہ دوسرے صوبوں میں ایک بہت بڑا بحران ہو گا ہمارا صوبہ سب سے پسماندہ ہے۔ میرے علاقے میں حکومت نے دو انڈسٹریاں لگائیں دونوں فیل ہیں ان کے مزدور در بدر پھر رہے ہیں بھوک سے مر رہے ہیں ان کو آپ تنخواہ نہیں دے سکتے اس لئے کہ یہ پاک ایران ہے ٹیکسٹائل مل چلتی نہیں ہے کس نے یہ لگائی تھیں آپ کے دانشور اور عقلمند جو اسلام آباد میں بیٹھے تھے ائرکنڈیشن کمروں میں انہوں نے کبھی سوچا بلوچستان میں ایک mineral country ہے orchirds ہیں باغات ہیں کبھی ایک فروٹ جوس فیکٹری گورنمنٹ نے نہیں لگائی حکومت پھر کہتی ہے کہ ہم لوگوں کے لئے کر رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس میں لوگوں کا بڑا نقصان ہو گا اور پاکستان میں اگر پرائیویٹ سیکٹر کو ترقی کرنی ہے تو آپ فری اکانومی کا نام لے کر ساری انڈسٹریز کیوں دیں فرٹیلائزر فیکٹری میں تو ابھی بینک کی طرف ہوں کیوں اس بینک سے ہٹ کر ....

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ بینکوں پر رہیں۔

سید فصیح اقبال : بینکوں میں ڈی ایف آئز میں نیشنل بینک کا آپ نے فیصلہ کیا پھر واپس لیا بڑا اچھا فیصلہ کیا لیکن انڈسٹریل بینک کو آپ کیوں کر رہے ہیں آپ نے آئی ایم ایف سے قرضے لئے ہیں آپ نے ورلڈ بینک سے قرضے لئے ہیں آپ پاکستان کی انڈسٹری کسی پارٹی کو دینا چاہتے ہیں میں کہتاہوں کہ پاکستان میں کوئی صنعتی گروپ ایسا نہیں ہے جس نے tax evade کیا ہو آپ کے سامنے موجود ہو گا کہ اس وقت پاکستان میں ایک ہزار نہیں ہزاروں خاندان ہیں اس لئے کہ بینکوں نے قرضے دیئے متوسط طبقے کے لئے غریب لوگوں کے لئے جو یہ تھوڑا بہت تھا گورنمنٹ کو کم از کم رجوع کر سکتے تھے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : فصیح صاحب ذرا ٹائم کا خیال رکھیں۔

سید فصیح اقبال : بس ایک منٹ جناب۔ میں یہ عرض کرنا چاہتاہوں کہ اس کو مرحلہ وار کرنا چاہئے فوری طور پر چاروں صوبائی اسمبلیوں میں دونوں ہاؤسز میں جب تک یہاں سے منظوری نہ ہو اس کو بالکل پرائیویٹائز نہ کیا جائے اور اگر یہ چار ہاؤس سمجھتے ہیں

اس میں ہمارے یونٹ کی بھی حق تلفی ہے کیونکہ یہ آئینی مسئلہ ہے ہم کیبنٹ میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے جو ہمارے عوام کو منظور نہ ہو اب بلوچستان اسمبلی کی قرارداد ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لوگ بیروز گار پھر رہے ہیں یہ بینکوں کو واپس لے رہے ہیں ایم سی بی نے تین چار برانچیں بند کر دی ہیں ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن نہیں ہوئے اس لئے کہ وہ profitable نہیں ہیں بزنس مین profit کے لئے آتا ہے آپ تو ایک بڑی خدمت کر رہے تھے میں کہتا ہوں کہ اس کو پبلک سیکٹر میں رہنا چاہئے۔ کم از کم حبیب بنک، نیشنل بینک اور این ڈی ایف سی یہ جو قومی ادارے ہیں ان کو بالکل پرائیویٹ نہ کیا جائے اور ہمارے چھوٹے یونٹوں کا میرے صوبے کا دلایا جائے۔

<u>میڈم ڈپٹی چیئرمین</u> : شکریہ جی، جناب اعجاز علی جتوئی صاحب، آخری مقرر

<u>جناب اعجاز علی خان جتوئی</u> : شکریہ! جناب میڈم چیئرپرسن، بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ ہمارے ملک کی جو scenario وہ یہ ہے کہ دو بڑی سیاسی قوتیں جو آج ہم اس ملک میں witness کر رہے ہیں۔ پیپلز پارٹی 1988ء کے الیکشن میں جیت کر آکر حکومت بناتی ہے 18 مہینے کے عرصے میں ان پر الزامات لگتے ہیں کہ وہ کرپشن کے worst cares میں ملوث تھی کوئی ٹین پرسنٹ، کوئی 15 پرسنٹ۔ دوسری طرف اسلامی جمہوری اتحاد 1990ء کے الیکشن کے نتیجے میں آج یہاں پر حکومت میں موجود ہے۔ اور اس کے ایک سال کے عرصے میں الزامات آئے ہیں وہ 90 فیصد تک پہنچ گئے ہیں ایک سال کے تھوڑے سے عرصے میں ہم نے یہ تو کم از کم approve کیا کہ ہمارے پاس کوئی ایسی پارٹی نہیں ہے جو نیشنل لیول پر یہ کہہ سکے کہ وہ اس ملک کو چلانے کی اہل ہوں بزنس مین کی اپنی tendency ہوتی ہے مجھے تو ڈر ہے کہ کل یہ جو بزنس مین ہمارا پرائم منسٹر ہے کل یہ کہہ دے کہ یہ ملک ہی مجھے benefit نہیں دیتا اس لئے اسے ہی disinvest کر دو۔ ہر چیز کو آپ نے داؤ پر لگایا ہوا ہے۔ پرائیویٹائزیشن کونسی پرائیویٹائزیشن؟ ہم نے تو بہت بڑی پرائیویٹائزیشن کی witness دی ہیں آپ نے دیکھا ہے کوئی زیادہ عرصے کی بات نہیں ہے آج جو صورت حال ہے وہ یہ ہے کہ بینکس کو

پرائیویٹائز کرنا ہے۔ وہ کیوں؟ کیونکہ دس ہزار کے اکاؤنٹ پر 50 کروڑ روپے کیسے ملیں گے۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ عوام میں سے کسی کو بھی دس ہزار کے اکاؤنٹ پر 50 کروڑ روپے ایک دن کے اندر دیئے جائیں گے۔ کیونکہ یہاں پر ہم نے ایک مافیا creat کرنا ہے۔ سیاسی طور پر ہماری جو حالت ہے وہ پہلے ہی یہ ہے کہ ہم directly American System سے کنٹرول ہورہے ہیں' ہماراجو وانسسرائے تھاوہ U.S. Ambassador تھا۔ economically آئی ایم ایف کے ذریعے پہلے ان کے غلام تھے۔ اب جب سے شریفائزیشن آئی ہوئی ہے اس ملک میں' بدمعاش زیشن اس ملک میں آئی ہوئی ہے' privatization آئی ہوئی ہے اس ملک میں' جناب چیئرمین میں سمجھتا ہوں کہ بڑے شرم کی بات ہے کہ ہماری دونوں largest political forces کو کل نکالا گیااور آج میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کی moral authority جو ہے وہ ختم ہو چکی ہے جب کہ treasury benches سے majority speakers نے اٹھ کر accuse کیا ہے پرائیویٹائزیشن کے سلسلے میں قرضوں کے سلسلے میں' یہ حکومت کئی صورتوں میں' کرپٹ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج ہم "علی بابا' چالیس چور" کی حکمرانی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک طرف سے بینکوں کی لوٹنگ شروع ہے' وہاں پیسوں کی بھرمار ہے' کواپریٹو سیکنڈلز میں جن لوگوں نے پیسے کھائے ہیں اب وہ واپس کئے جارہے ہیں' وہ بھی اس طرح کہ قرضے بھلے کر واپس کئے جارہے ہیں۔ آپ نے کروڑوں روپے کھائے ہیں۔ ہم اس بات پر خوش ہوئے جب ایک industrialist وزیراعظم بنا' ہم نے کہا کہ چلواس کا پیٹ بھرا ہوا ہے' یہ آ کر یہاں کرپشن نہیں کرے گا۔ لیکن انہوں نے بھی ایک سال کے اندر جو performance دی ہے' وہ یہ ہے کہ worst قسم کی کرپشن میں ملوث پائے گئے ہیں' accusation یہ ہے کہ ایک بھائی بیچ رہا ہے اور دوسرا بھائی لے رہا ہے۔ ایک بھائی کو پرائیویٹائزیشن کمیشن کا چیئرمین بنایا ہوا ہے وہ بیچ رہا ہے اور دوسرا بھائی اس کے ذریعے سے لے رہا ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ آج ہم دنیا کے سامنے مجرم کی طرح کھڑے ہیں۔ کیا ہم میں یہ اہلیت ہے کہ ہم اس ملک کو چلا سکتے ہیں یہ فیصلہ ہمیں کرنا چاہئے۔ یہ فیصلہ ہمیں بڑے ٹھنڈے دل ودماغ کے ساتھ کرنا چاہئے کہ آج اگر ہم اس حکومت کو ہٹا رہے ہیں' جب اتنی anything can happen ہو رہی ہے' کچھ بھی ہو رہی ہے

serious allegations .... آرہی ہیں، treasury benches کی طرف سے
بھی، تو آپ اس حکومت کو مزید نہیں چلا سکتے یہ بات بالکل قطعی طور پر واضح ہے۔ اب
ہمارے سامنے دو choices ہیں، چونکہ میں نے پہلے ہی ذکر کیا ہے کہ دونوں largest
parties جو ہیں وہ اس وقت اپنے آپ کو prove کر چکی ہیں کہ وہ اہل نہیں ہیں، تیسری
choice یہ ہے کہ یہ quip کی طرح ایک پارٹی نے دیکھا کہ باقی ریجنل یونٹس ساتھ نہیں
چل رہے ہیں اس لئے انہوں نے فیصلہ کیا کہ بھائی جاؤ، اپنے اپنے طور پر politics
کرو۔ چونکہ نیشنل لیول پر جو دونوں فریق ہیں وہ اتنے متضاد ہیں۔ اتنے متضاد بن چکے ہیں،
اتنے contradictory ہو چکے ہوئے ہیں کہ ان کو مزید try نہیں کیا جا سکتا تو میں سمجھتا
ہوں کہ آج ہم فیصلہ کریں کہ آیا ہمیں اس ملک کو چلانا ہے یا اس ملک کو اس طرح سے
خرید کرنا ہے اور اس طرح فروخت کرنا ہے۔ اسی طرح سے عام سیل لسٹ پر لگانا ہے کہ
This country is for sale.

جناب! بات یہ ہے کہ بنکوں کو پرائیویٹائز کر رہے ہیں کہ بول رہے ہیں کہ profit نہیں آ رہا ہے۔ جناب! حبیب بنک کے سلسلے میں کیا خیال ہے وزیر خزانہ صاحب! آپ کو زیادہ پتہ ہو گا، حبیب بنک بھی لسٹ پر ہے کہ وہ profit نہیں کما رہا ہے۔ آپ ذرا ہاؤس کو on the floor یہ بتائیں کہ اس نے last year کتنا profit دیا ہے۔

مسلم کمرشل بنک، منشاء، حسب منشاء گروپ، من پسند منشاء گروپ، دل پسند منشاء گروپ، گہرا، شرفا اور شریف دوست منشاء گروپ، اس کو آپ نے peanut پر بیچا۔ کیا وہ بنک profit نہیں کما رہا تھا۔ اب نیشنل بنک آف پاکستان، کتنی humiliation ہوتی ہے محترمہ چیئرپرسن صاحبہ! گورنمنٹ ایک دن سٹیٹمنٹ دیتی ہے اور اس میں لسٹ دیتی ہے کہ ایک لسٹ دیتی ہے کہ ہم سارے کے سارے بنک جو ہیں وہ denationalize کر رہے ہیں۔ لیکن دوسرے دن ایک سٹیٹمنٹ آتی ہے کہ جی نہیں، ہم نیشنل بنک فروخت نہیں کر رہے ہیں۔ اگر ایسا کرنا تھا تو پھر اسے لسٹ پر کیوں رکھا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت پاکستان کے اندر چند families کی حکومت ہے۔ آپ اندازہ لگائیں 14 سو کروڑ روپے

تین families کے اندر distribute ہوئے ہیں۔ میں یہ بات on the floor of the House رکھنا چاہتا ہوں کہ ان تین خاندانوں نے 14 سو کروڑ قرضہ لیا ہے۔ جناب ! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ غریب کو غریب تر کرتے جارہے ہیں اور امیر کو امیر تر کرتے چلے جارہے ہیں۔ اس ملک میں مڈل کلاس eliminate ہوچکا ہے۔ مڈل کلاس cushion provide کرتا ہے، کسی بھی سوسائٹی میں، یہ مڈل کلاس جو ہے یہ بہت ہی important role play کرتا ہے۔ مڈل کلاس کے لئے اب یہ بات بہت مشکل ہو گئی ہے کہ وہ اپنا white collar جو ہے وہ white رکھے۔ آپ جناب ! class war کی طرف جارہے ہیں۔ اب بنالیں پیسے۔ شریف برادرز ہوں یا زرداری برادرز ہوں، منشاء گروپ ہو یا چوہدری برادرز ہوں۔ آپ پیسے بنالیں، آپ کے نام اب دیواروں پر لکھے جاچکے ہیں۔ آپ اس انڈسٹری کو ساتھ قبر میں نہیں لے جائیں گے۔ اب آپ جو اربوں روپے بیواؤں عورتوں کے پیسوں سے بنارہے ہیں، کو آپریٹو سکینڈل کے ذریعے سے بنارہے ہیں، یا کسی اور ذریعہ سے، میں کہتا ہوں کہ خدا کی لاٹھی بھی چلے گی، ایک natural course بھی ہے، جب قوموں کے اوپر مصیبتیں نازل ہوتی ہیں، مسلسل مصیبتیں نازل ہوتی ہیں، تو remedy nature provide کرتا ہے............

سید عبداللہ شاہ : پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : عبداللہ شاہ صاحب، پوائنٹ آف آرڈر۔

سید عبداللہ شاہ : محترمہ ! میری گزارش یہ ہے کہ

The honourable Senator has referred to Zardaris, his matter is pending in the court, the matter is subjudice, therefore, we cannot discuss about that case. This is my point of order.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : انہوں نے generally بات کی تھی۔ جناب اعجاز جتوئی صاحب ! آپ ذرا بنکنگ سسٹم پر concentrate کریں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : میں جناب ! بنکنگ سسٹم پر ہی بول رہا ہوں۔ ابھی فصیح صاحب نے کہا کہ ہم ایک ایک روپیہ جمع کر کے ان کی امداد کریں گے۔ میں کہتا ہوں ٹھیک ہے کہ آپ قوم کو حکم کریں تو ہم اپنے پیٹوں کو کاٹ کر ایک ایک روپیہ اکٹھا کریں گے اور جمع کرائیں۔ لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ بھائی ! ہم ایک ایک روپیہ جمع کرائیں گے

تو یہ پھر اسے لے جائیں گے۔ اسے "علی بابا..... چالیس چور" لے جائیں گے۔ اس کے بعد پھر کوئی دوسرا علی بابا آئے گا اور وہ اپنے ساتھ بیس چور اور لے آئے گا تو کیا آپ نے یہاں چوروں ہی کی حکومت بنانی ہے۔ آپ حکومتوں پر حکومتیں بناتے چلے جائیں گے۔

(مداخلت)

جناب اعجاز علی خان جتوئی : نہیں جناب! ہم تو کھا ہی نہیں سکتے، ہم تو اس criteria میں ہی نہیں آتے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اچھا! آپ اپنی بات کریں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : جی! میں آپ سے عرض کروں کہ آپ نے مسلسل economically پر negative issues پر اپنے آپ کو align کیا۔ economic issues میں فارن پالیسی بھی important factor ہے۔ لیکن آپ نے کیا کیا۔ یو ایس ایڈ وہاں سے آپ کو temporarily ملی اس ایڈ کو لے کر آپ نے اپنے بجٹ میں ڈال لیا۔ کیا دنیا کے کسی بجٹ میں بھی ایڈ کو ڈالا جاتا ہے۔ پھر آپ نے ایک negative پر، افغانستان میں آپ نے جنگ لڑنی ہے، اس لئے آپ کو یو ایس ایڈ مل رہی ہے اور آپ خوش تھے لیکن کیا یہ جنگ سو سال تک چلتی رہنی تھی۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آج economic situation یہ ہے کہ largest donar آپ کا جاپان ہے، جو آپ کے ہر loan کی گارنٹی دیتا تھا۔ جو آپ کی ہر حساب سے مدد کرتا تھا، انٹرنیشنل سطح پر، اس نے 20 ہزار ڈالر کی remittance کے لئے، فنانس منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے جواب دے دیا ہے کہ ہم اتنی گرانٹ remittance grant extend نہیں کر سکتے۔ انہوں نے چھ کی چھ وہی conditionalities دی ہیں جو کہ USA کی ہیں۔ یہ ملک economically crippled ہو چکا ہے۔ اب ہم یہاں کسی شریف + (☆☆☆☆☆☆ ☆☆) کو یہاں پر برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ ملک afford نہیں کر سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر ضروری ہے کہ ہم شریفوں اور + (☆☆☆☆☆☆☆) سے جان چھڑا کر کوئی صحیح آدمی لے آئیں۔

+(یہ الفاظ بحکم میڈیم ڈپٹی چیئرمین حذف کئے گئے)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ الفاظ پر توجہ دیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح کا نظام آپ نے یہاں چلایا ہوا ہے، جس طرح سے آپ نے یہاں discontinuation کی ہے political process کی، 10 سال تو آپ نے یہاں مختلف نظام اپنائے۔ dictatorship کے ذریعہ۔ جس کی وجہ سے آپ اپنی economical condition دیکھ رہے ہیں کہ انٹرنیشنل سطح پر مجھے آپ بتائیں کہ آپ کے کتنے دوست ہیں جو ضرورت پڑنے پر آپ کی مدد کریں گے۔ جو آپ کی financially امداد کریں گے۔

جہاں تک اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی بات ہے، وہ آپ نے دیکھ لیا ہے کہ ہم اپنے پاؤں پر تو کھڑا نہیں ہو رہے ہیں، میں تو سمجھتا ہوں کہ ہم یہاں اور دوچار فیملی کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے چکر میں ہیں۔ آپ نے دس بارہ کروڑ عوام کو mortgage کیا ہوا ہے۔ پہلے ہی ہمارا جو موجودہ سیاسی نظام ہے اس کی حالت یہ ہے کہ سب سے اعلیٰ ادارے Parliament highest supreme body کی حالت یہ ہے کہ اس کے بارے میں بھی پتہ نہیں ہے کہ یہ اپنی معیاد پوری کرے گا یا نہیں۔

اسکے علاوہ جب ادھر instability ہے political instability ہے economically آپ ختم ہو چکے ہیں۔ آنے والے زمانے میں مارچ کے ماہ میں ہم دیکھ رہے ہیں economical situation ہم اس ملک کی totally crippled ہو جائیں گے۔ ہم afford ہی نہیں کر سکتے۔ پھر یہاں سندھ میں آپ نے شوگر مل لگانی ہے۔ آپ پہلے جائیں اتفاق فاؤنڈری کے پاس اگر انہوں نے approved کر دیا تو آپ کا loan 63 کروڑ روپے منظور ہو گیا۔ اس سے پہلے ٹیلیفون آتا تھا کوئی اور ذات درج کیا ہوا تھا۔ آخر کار ہم کتنی ذات چلائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جناب چیئرمین صاحبہ! اس وقت ایمانداری کے ساتھ ہماری حالت یہ ہے کہ عوام بالکل اکتا چکا ہے آپ کی ان حرکتوں سے، جب وہاں سے ممبر پارلیمنٹ elect کر کے بھیجتا ہے یہاں پر جب ہم oath لیتے ہیں آئین کے اندر آرٹیکل 63 موجود ہے کہ جو کرپشن کے حوالے سے یہاں ملوث پایا جائے تو اس کا ریفرنس move کیا جائے۔ جناب صدر خاموش کیوں بیٹھے ہیں؟ آپ فیڈریشن کے Head اور symbol ہیں۔ جناب صدر پاکستان آپ

پر یہ ذمہ داری پڑتی ہے اگر خاموش ہوتے ہیں تو کل آپ بھی ہم سب کی طرح جو لوگ یہاں خاموش ہیں ان کے ساتھ مجرم ہوں گے۔ بلا خوف و خطر سب کے خلاف ریفرنس move کریں۔ اگر میں corrupt ہوں تو مجھے بھی سیٹ چھوڑنی پڑے گی۔ کیونکہ پھر عوام کی نمائندگی کا تخیل ٹوٹ جاتا ہے۔ جب ہم یہاں آکر بیچتے اور بکتے ہیں جب ہم یہاں آکر اپنے offices کو غلط استعمال کرتے ہوئے اس ملک میں loans لینا شروع کرتے ہیں۔ ایک ڈیڑھ سال کے بعد یہاں یہ ہو جائے گا کہ یہاں پر انڈسٹری لگانا جرم ہو جائے گا۔ آپ نے یہ کیا بنایا اور آئندہ نسلوں کے لئے کیا بنایا ہے اور کیا انوسٹمنٹ دی ہے ہم اکیسویں صدی میں کیا لے کر جا رہے ہیں۔ جب کہ دنیا میں ٹیکنالوجی acquire کرنے کے لئے بڑی بڑی حکومتیں ٹوٹ رہی ہیں اور دنیا میں نئی نئی قوتیں پیدا ہو رہی ہیں۔ جرمنی اور ایسٹ یورپین بلاک پیدا ہو رہے ہیں آپ اکیسویں صدی میں کیا لے کر جا رہے ہیں آپ تو اکیسویں صدی میں یہ لے کر جا رہے ہیں کہ national level پر کوئی ایسی پارٹی نہیں جو non-controversial ہو اور ہمارے ہاں صوبائی لیول پہ پاگل لوگوں کو بٹھایا ہوا ہے اور دہشت گردوں کو بٹھایا ہوا ہے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ کی گردنیں اکیسویں صدی میں جھکی ہوئی ہوں گی۔ اور آپ کی آئندہ نسلیں آپ پر لعنت ماریں گی۔ مہربانی

(مداخلت)

Ch. Shujat Hussain: On personal explanation please.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : بہت وقت ہو گیا ہے جی۔ جناب چوہدری شجاعت حسین صاحب On personal explanation

چوہدری شجاعت حسین : محترمہ انتہائی مختصر الفاظ میں، چونکہ آپ نے کہا تھا کہ بعد میں جواب دینا۔ میں صرف ریکارڈ کی بات کروں گا اور جتوئی صاحب نے بھی ذکر کیا۔ میں انکی ایک بات سے ضرور اتفاق کرتا ہوں جب انہوں نے وزیروں کا نہیں کہا۔ اس میں انہوں نے کہا کہ سب کا احتساب ہونا چاہئے اس میں اپنے آپ کو بھی شامل کر لیا یہ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی مہربانی ہے۔ میں جناب ریکارڈ کی بات کروں گا طارق چوہدری صاحب نے

ذکر کیا ہے باقی بینکوں کی تفصیلات تو وزیر خزانہ خود بیان کریں گے۔ لیکن انہوں نے میرا نام لے کر ذکر کیا ہے میں صرف ان کی یاد دہانی کے لئے عرض کرتا ہوں اور آپ کی وساطت سے انہیں میں یہ ضرور بتاؤں گا اور ہاؤس کو بھی بتاؤں گا کہ جب میں اپوزیشن میں تھا تو اس وقت ہمارے اوپر طرح طرح کے الزامات لگائے گئے چونکہ میرا بھائی صوبائی وزیر تھا اور میں یہاں پر تھا الزام لگائے گئے۔ اس وقت بھی صدر مملکت کی جا کر فائلیں دیکھ لیں اور اگر آپ چاہیں گے تو میں کاپی بھی مہیا کروں گا۔ جس میں، میں نے لکھا تھا صدر صاحب کو کہ آپ میرے خلاف ریفرنس move کریں یہ تحریری ثبوت ہے جو وہاں پر موجود ہے۔ اس سے کوئی آدمی انکار نہیں کر سکتا میں کل آپ کو اگر آپ چاہیں گے تو میں انہیں بتا دوں گا۔ اس لئے میں یہ ضرور کہوں گا کہ قرضے کا جہاں تک تعلق ہے نہ قرضے لینا جرم ہے اور نہ قرضے دینا جرم ہے۔ لیکن جرم یہ ہے کہ قرضے لے کر واپس نہ کرنا defaulters ہونا یا کسی نے bankrupt ہونا یہ چیزیں ہیں جو قرضوں کے خلاف جاتی ہیں۔ اور باقی صنعتوں کے لئے قرضے لینا قطعاً جرم نہیں۔ میں نے پہلے بھی اپنے آپ کو پیش کیا تھا جب میں اپوزیشن میں تھا جب ان کی حکومت تھی۔

جناب محترمہ! میں یہ کہوں گا کہ اس وقت وزیر اعظم بے نظیر تھی ان کی اپنی حکومت تھی ریفرنس میں انہیں نہیں بھیج سکتا تھا۔ وہ صدر مملکت کو بھیجنا تھا۔ اسلئے میں نے صدر صاحب سے ملاقات کی اور انہیں میں نے لکھ کر دیا اور رسید حاصل کی اور اس کے اوپر date حاصل کی۔ یہ ابھی بھی میرے پاس موجود ہے۔ اور اس وقت بھی وہ ریفرنس ان کے پاس موجود ہے۔ میں پچھلے دنوں جب ان سے ملا تو اس وقت بھی ان کو یاد دہانی کرائی۔ میں نے کہا جناب ہر ایک کا احتساب ہونا چاہئے اور ہم اپنے آپ کو احتساب کے لئے پیش کرتے ہیں۔ سب کے سامنے آجائے کہ کیا قرضے لئے کیا کو آپریٹو نے دیا اور لیا یہ سب چیزیں سامنے آجائیں گی۔ یہ ڈس انفارمیشن جو ہمارے ملک میں چل رہی ہیں۔ ابھی جتوئی صاحب نے کہا کہ 16 ارب روپیہ تین خاندانوں میں تقسیم ہو گیا یہ ہر چیز سامنے آ جائے گی۔ لیکن کوئی تو ادارہ ہو جو ان کو دیکھے۔ اب ہم نے اپنے آپ کو پیش کیا ہوا ہے اب آپ چاہیں تو ہاؤس ادارہ بنا دے صدر صاحب ادارہ بنا دیں یا کوئی ادارہ بنا دے ہم اس کے سامنے پیش ہوں گے۔ اس میں اب یہ بھی ہو گا کہ ہر ایک کو پیش ہونا پڑے گا

چاہے وہ کوئی سینٹر ہو یا ایم این اے ہو جو بھی آدمی سیاست میں ہے اس کو اپنا حساب دینا پڑے گا چاہے وہ اپوزیشن میں ہو یا حکومت میں ہو۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اب ٹائم تو نہیں ہے۔ بہر حال جی عالم علی لالیکا صاحب۔

میاں عالم علی لالیکا : شکریہ محترمہ! میں انتہائی اختصار کے ساتھ عرض کروں گا کہ

ذکر چھڑ گیا جب قیامت کا
بات پہنچی تیری جوانی تک

موشن تو ہے present banking system کو تبدیل کیا جائے۔ لیکن بات بڑھتی بڑھتی کہاں تک جا پہنچی۔ میں حافظ حسین احمد صاحب سے سو فیصدی متفق ہوں کہ ہمیں بینکنگ سسٹم کو تبدیل کرنا ہے اگر اس کو غلط استعمال کیا جاتا ہے اس سے غلط قرض لیا جاتا ہے اثرات استعمال کئے جاتے ہیں تو وہ حکومتی شعبے میں بینک ہوں تب بھی کیا جائے گا اور اگر نجی شعبے میں چلے جائیں گے تب بھی کیا جائے گا۔ وہ بات تو چلتی رہے گی۔ کیونکہ گوشت خور کو تو گوشت ملتا ہی رہے گا اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے میں تجویز کروں گا کہ ہمیں بینکنگ سسٹم کو اسلامی نظام معیشت کے مطابق چلانا چاہئے صورت حال یہ ہے کہ زراعت پیشہ ہونے کے ناطے میں یہ عرض کروں گا کہ

ہنستے تھے ایک دن در و دیوار میرے ساتھ
یا رو رہے ہیں در و دیوار اب مجھے

اب ہماری کیفیت یہ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری طرح ذمہ دار آدمی دنیا میں اور کوئی نہیں ہے میں اتنی التجا ضرور کروں گا کہ جیسے چوہدری صاحب نے فرمایا ہے کہ کوئی کمیٹی قائم ہونی چاہئے اس سے زیادہ اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت اپنے ہاتھ صاف دکھا سکتی ہے اس سے زیادہ صفائی میں اور کیا کہہ سکتی ہے اس کے لئے عدالتی انکوائری کے لئے بھی تیار ہیں اس میں سب چیزیں طشت ازبام ہو جائیں گی۔ میں تو صرف اتنا عرض کروں گا کہ بینک خواہ نجی شعبے میں ہوں یا وہ پرائیویٹ شعبے میں ہوں ان سے ایک حلف لے لیا جائے اور وہ یہ کہ یا زراعت پیشہ لوگوں کو صنعتکار سمجھ لیں یا صنعتکار لوگوں کو زراعت پیشہ۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب سرتاج عزیز صاحب..........

(مداخلت)

جناب اعجاز علی خان جتوئی : جناب ! حکومت کی طرف سے یہ offer آئی ہے لہٰذا انکوائری کے لئے سپریم کورٹ کے ججوں کو مقرر کیا جائے۔ ہم اپنے آپ کو پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ حکومت خود constitute کرے اور یہ کر سکتی ہے............

سید اقبال حیدر : آن پوائنٹ آف آرڈر۔ صرف ایک مختصر سا نکتہ ہے اس میں قانونی سقم یہ ہے کہ وہ درخواست صدر صاحب کو کرنے کی بجائے وہ وزیر اعظم سے درخواست کریں کہ وہ صدر کو سفارش کریں کہ ان کے خلاف ریفرنس دائر کرے کیونکہ صدر اپنی صوابدید میں ریفرنس دائر کرنے کا مجاز نہیں ہے۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : سید فصیح اقبال صاحب !

سید فصیح اقبال : محترمہ ! ہمارے بہت سے معزز ساتھیوں نے شوگر ملوں کا ذکر کیا ہے۔ پنجاب کا، سندھ کا، بلوچستان واحد بد قسمت صوبہ ہے جس کے پاس کوئی شوگر مل نہیں ہے لہٰذا میں آپ کے توسط سے بتاتا ہوں وزیر خزانہ کو کہ کم از کم باقی کو پرائیویٹ کر دیں ایک بلوچستان میں شوگر مل قائم کر دیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : وزیر خزانہ جناب سرتاج عزیز !

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : Please no cross talk. کچھ آپ لوگوں کا ماحول نیشنل اسمبلی کی طرح ہوتا جا رہا ہے اس سے ذرا اجتناب کریں۔ اس کی میں اجازت نہیں دوں گی۔

جناب سرتاج عزیز : جناب والا ! اس وقت جس موشن پر ہم بات کر رہے ہیں وہ Present Banking System in the country ہے اور اس حوالے سے بینکنگ پر کچھ بات ہوئی لیکن زیادہ باتیں سیاسی نوعیت کی ہوئیں اور دیگر مسائل پر بھی ہوئیں جو اس سے پوری طرح تو متعلق نہیں تھے لیکن کھینچ تان کر متعلق کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس لئے میں بینکنگ کے بنیادی مسائل کی طرف آتا ہوں کیونکہ یہ بہت ضروری ہے کہ جو پالیسیاں قومی مفاد میں ہوں یا قومی تقاضوں کے مطابق ہوں ان کو وقتی سیاست کی بھینٹ نہ چڑھایا جائے۔ اگر یہ بحث چلی تو صرف پاکستان میں نہیں چلی کہ Nationalized V/s De-nationalized Public Sector V/s Private Sector اس کا رول کیا ہونا

چاہئے۔ دونوں نظاموں میں خرابیاں بھی ہیں خوبیاں بھی ہیں اور دنیا میں کئی مثالیں موجود ہیں کہ بعض ممالک میں جیسے سپین جہاں پر سوشلزم کا نظام بہت مضبوط تھا اور نظریاتی طور پر اس کے تقاضے پورے ہو رہے تھے تو وہاں وہ کامیاب بھی ہوا لیکن بیشتر ممالک میں نیشنلائزڈ نظام جو ہے پبلک سیکٹر کا نظام جو ہے وہ کامیاب نہیں ہوا۔ اس وقت اگر آپ یہ تصفیہ کرنا چاہیں کہ آیا بینکوں کو نجی ملکیت میں دینا چاہئے کہ نہیں تو جس طرح سینٹ کی اب تک یہ روایت رہی ہے کہ اس کو بڑے مدلل طریقے سے اور بڑے بنیادی طریقے سے دیکھا جائے اور اس موضوع پر جو سیاسی پروپیگنڈہ ہوا ہے اس کو سامنے رکھ کر اتنے بنیادی فیصلے پر رائے کا اظہار نہ کیا جائے اگر آپ دیکھنا چاہیں کہ پچھلے سترہ سال سے جب سے بینک نیشنلائز ہوئے ہیں اس کا ریکارڈ کیا ہے تو اس پر جو ممبر بھی تجزیہ کرنا چاہیں وہ بڑی خوشی سے کر سکتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ شروع میں دو تین سال کچھ فائدہ ضرور ہوا کہ branches in less developed areas میں کھل گئیں کچھ lower income groups کو قرضے زیادہ ملنے شروع ہوئے لیکن مجموعی نیشنلائزڈ بینکنگ کا تجربہ ہمارے ہاں کامیاب نہیں ہوا۔

یہ بات میں پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں اپنی پوری professional responsibility سے کہہ رہا ہوں کہ ہمارے ہاں nationalized banks کا تجربہ کامیاب نہیں ہوا۔ اب اگر ممبران یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ہمارے ہاں پرائیویٹ بینکوں سے یہ خرابیاں پیدا ہوں گی تو پھر اس قوم کا اللہ ہی حافظ ہے۔ دنیا بھر میں مجھے ایک ملک بتا دیں جس نے بنکوں کی نیشنلائزیشن کے ذریعے اچھی ترقی کی ہو۔ روس کا حال آپ کے سامنے ہے' یورپ کا حال آپ کے سامنے ہے۔ جن جن ملکوں میں نیشنلائزیشن ہوئی ہے وہ آپ کے سامنے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ نج کاری کا عمل بغیر کسی ترتیب کے' بغیر کسی نگرانی کے انتظام کے ہو۔ Monopoly Control Authority کا سا کوئی ادارہ ہونا چاہئے۔ بنیادی بات یہ ہے جیسا کہ کل میں نے انڈسٹری کے حوالے سے کہا آج بینکوں کے حوالے سے کہہ رہا ہوں کہ نیشنلائزڈ بینکوں کا نظام ہماری معیشت کی ترقی اور مستقبل کی ضمانت نہیں دے سکتا اور اس میں صرف منافع کی بات نہیں ہے اس کا جو مجموعی نظام ہے آپ کوئی کرائی ٹیریا لے لیجئے Total staff, per unit of lendings, total returns on capital invested, total returns deposits, proportion of bad loans, proportion of ineffective protfolios.

دس criteria ہیں جو international level پر لاگو ہیں۔ اس وقت میں تفصیل میں نہیں جا سکتا۔ تمام کرائی ٹیریا پر ہمارا نظام پورا نہیں اترتا۔ میں تو یہ بھی کہوں گا جو بہت سی خرابیاں اس وقت آپ دیکھ رہے ہیں finance companies کے حوالے سے cooperatives کے حوالے سے وہ اس لئے پیدا ہوئیں کہ Nationalized banking نے عوام کو وہ سہولت مہیا نہیں کی جہاں پر وہ ایک اچھا return دے سکتے اور ان کی savings mobilize کر سکتے ہیں nationalized banks کے پاس اتنی liquidity تھی اور بہت سے دوستوں کو یاد ہو گا کہ 1971ء سے پہلے جب بینک قومی ملکیت میں نہیں تھے تو حبیب بینک 'نیشنل بینک اور یونائیٹڈ بینک میں پوری compaigns ہوتی تھیں لوگوں کے deposits mobilize کرنے کے لئے میرے اور دوسرے کے پاس آتے تھے کہ جی آپ کے پاس پیسہ ہے آپ ہمارے پاس رکھیں پچھلے 15 '20 سال میں بینکوں نے deposits mobilize کرنے میں کوئی role play نہیں کیا کیونکہ monopoly تھی liquidity آرہی تھی۔ حکومت 6 فیصد پر ان سے لے رہی تھی اور کسی کو 7 فیصد۔ کون اس شرح پر ان میں پیسے رکھے گا جو تجارت کی مجبوری پیسے جا رہے تھے وہ جا رہے تھے۔ اسی لئے اگر ایک کمپنی آئی اور اس نے غلط کاروبار کے ذریعے کسی کو کہا میں 15 فیصد دوں گا۔ انہوں نے وہاں پیسے رکھ دیئے' کو آپریٹو نے کہا میں 20 فیصدی منافع دوں گا لوگوں نے وہاں رکھ دیئے تو یہ vacuum جو ہمارے بینکنگ کے نظام میں create ہوا ہے اس کی وجہ سے لوگوں کے پیسے لوٹے گئے اور یہ اسی nationalization کی وجہ سے ہوا تو نہ صرف یہ کہ جو تقاضے تھے ترقی کے پرائیویٹ سیکٹر کے لوازمات پورے کرنے کے agriculture کے high technology investment کے promotional banking کے high value investment کے نہ صرف وہ پورے نہیں ہوئے بلکہ وہ خرابیاں بھی پیدا ہوئیں جن کی وجہ سے لوگوں کے پیسے ضائع ہوئے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اتنی بنیادی اصلاح ہے کہ اس پر رائے کا اظہار کرنے سے پہلے اس معزز پارلیمنٹ کے اراکین کو چاہئے کہ وہ تمام حقائق اور تمام دلائل کا پوری طرح جائزہ لے لیں تاکہ وہ اس پر صحیح رائے کا اظہار کر سکیں۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ de-nationalization کس طریقے سے

ہونی چاہئے' کس رفتار سے ہونی چاہئے' کتنے بینک ہونے چاہئیں' کون سے نہیں ہونا چاہئیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جو قوم نے سوشل مقاصد تھے وہ de-nationalization سے پورے نہیں ہوئے۔ آپ کا صرف ایک تقاضا پورا ہوتا ہے کہ ترقی کی رفتار تیز ہو' سرمایہ کاری زیادہ ہو' سیونگز زیادہ mobilize ہوں projects سب merit پر ہوں' بینک فعال ہوں' پبلک کو سروس اچھی دیں لیکن جو دوسرے تقاضے ہیں کم ترقی یافتہ علاقوں میں مثلاً وہاں بینکاری کیسے کی جائے' جو چھوٹے لوگ ہیں ان کو کیسے قرضے دیئے جائیں' زراعت کے قرضے کیسے دیئے جائیں' یہ ایک پورا نظام ہے اور اس کو کوئی بھی dismantle نہیں کر رہا agriculture bank کو کوئی privatize نہیں کر رہا Small Business Finance Corporation کو کوئی privatize نہیں کر رہا۔ Youth Investment Promotion کو کوئی privatize نہیں کر رہا Regional Finance Corporation کو کوئی privatize نہیں کر رہا۔ اس وقت میں تفصیل سے اعلان نہیں کر سکتا۔ ہم پبلک سیکٹر میں ایک نیا rural bank شروع کر رہے ہیں جو صرف دیہی عوام کو چھوٹے قرضے دے گا۔ اس کی سکیم انشاءاللہ ایک دو مہینے میں ہمارے سامنے آجائے گی تو وہ تقاضے سب پورے ہوں گے۔

یہ کہنا کہ چونکہ ایک بینک نے کسی کو 30 کروڑ قرضہ دے دیا تو privatization policy رک جانی چاہئے۔ یہ منطق میری سمجھ میں بالکل نہیں آتی بلکہ جب سے مسلم کمرشل بینک نجی ملکیت میں آیا ہے اس کے deposits بڑھ گئے۔ اس کی سروس کی کوالٹی اچھی ہو گئی ہے' اس نے نئی نئی سروسیں شروع کی ہیں اور وہاں یہ نہیں کہ صرف بڑے depositors جا رہے ہیں بلکہ چھوٹے بھی جا رہے ہیں۔ وہ کیوں وہاں پر زیادہ جاتے ہیں کیونکہ ان کو سروس بہتر ملتی ہے۔ ہمارے ہاں آج آپ اپنے لوگوں سے پوچھ لیں کہ قرضے کی درخواست دیں تو کتنے مہینے کے بعد ان کو جواب ملتا ہے' کیا وہاں قرضے سفارش سے ملتے ہیں' کیا رشوت سے ملتے ہیں اس کے بغیر کسی کو قرضے نہیں ملتے (نیشنلائزڈ سیکٹر میں) کیونکہ ایک civil servant جس کے اوپر political نگرانی بھی نہ ہو کون اس کی نگرانی کر سکتا ہے۔ اور یہ بھی دیکھ لیں کہ ہمارے ہر بینک میں جتنا سٹاف موجود ہے اس سے دوگنا کاروبار ہو سکتا ہے کہ نہیں اور اسی لئے پرائیویٹ بینک جو

ہوں گے آپ دیکھیں گے ان کی کارگزاری اس لحاظ سے بہت بہتر ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ کچھ نہ کچھ مسائل ضرور ہیں جن کی نشاندہی کی گئی لیکن وہ جو بنیادی نکتہ ہے کہ de-nationalization of banks ہمارے لئے ضروری ہے اس کو نہیں جھٹلاتی اس پر میں مختصر بات کرنا چاہتا ہوں۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس میں جس طرح کہا گیا کہ جو nationalization کا عمل ہے وہ صحیح طریقے سے کیا جائے۔ اس سلسلے میں 'میں کل بھی Privatisation Commission دعوت دے چکا ہوں انشاءاللہ عنقریب اس کی تفصیل کی briefing میں ہم دیں گے میں پھر اس بات کا اعادہ کرتا ہوں یہ بات کہ جی مسلم کمرشل بینک اونے پونے بیچا گیا ذرا مہربانی کر کے 1990ء میں جو پیپلز پارٹی نے اپنا بجٹ پیش کیا تھا اور Finance Bill کے ذریعے کر کے رقم رکھی تھی 360 یا 370 کروڑ رکھی تھی کہ یہ بینک ہم سوفیصد de-nationalize کریں گے ہمیں اتنا پیسہ ملے گا حالانکہ فوری طور پر de-nationalization کی کوئی صورت نظر نہیں آتی لیکن انہوں نے اپنے حساب سے اس کی قیمت یہ لگا کر اور وہ consultant جس نے رپورٹ لکھی تھی وہ پچھلی حکومت نے مقرر کی تھی اور ہم نے 26 فیصد حصص اگر 83 کروڑ کے بیچے ہیں اس کو اگر آپ چار سے ضرب دیں تو 30 کروڑ اسی اندازے کے مطابق رقم آتی ہے جو پچھلی حکومت نے تعین کیا تھا تو اونے پونے کہاں سے ہو گیا اور یہ ایک گروپ نہیں تھا 12 گروپوں کا consortium تھا اور کمیٹی نے اس کو pre-qualify کیا جس کے مطابق ان کو وہ بینک دیا گیا۔ per share value نہیں تھی اور ان کی total value تھی liabilities چونکہ زیادہ تھیں تو اس کے مطابق یہ 330 یا 325 کروڑ بنا۔ الائیڈ بینک کی قیمت per share 220 کروڑ بنی لیکن total shares کی تعداد کم تھی فی shares کی value زیادہ تھی total value زیادہ نہیں تھی اور workers نے اپنی مرضی سے وہ bid دی تھی کیونکہ اس کی valuation اسی طرح بنتی تھی تو ایک دو سطحی فکرز دیکھ کر یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ چونکہ ہم نے کسی منظور نظر کو دینا تھا اس لئے سستا دے دیا workers کو دینا تھا مہنگا دے دیا اس طرح سے تنقید نہیں کرنی چاہئے جب تک کہ پورے facts کو verify نہ کرلیا جائے۔

اسی طرح co-operatives کی بات کی گئی اور جو نظام کو تبدیل کرنے کی بات کی گئی میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم واقعی نظام میں ایک بنیادی تبدیلی لا رہے ہیں کیونکہ حکومت کو ایک بنیادی فیصلہ کرنا ہے کہ اسے کیا کام کرنا ہے اور وہ کیا کام صحیح طریقے سے کر سکتی ہے۔ میں مودبانہ عرض کروں گا کہ بنکاری کرنا کسی بھی ترقی یافتہ ملک میں حکومت کا کام نہیں ہے۔ حکومت کا کام ایک فریم ورک مہیا کرنا ہے۔ پالیسی مہیا کرنا نگرانی کا انتظام کرنا تاکہ یہ کاروبار صحیح طریقے سے ہو۔ ایشیائی ملکوں میں بھی چاہے کوریا میں دیکھ لیں، چاہے تھائی لینڈ میں دیکھ لیں، چاہے ملائیشیا میں دیکھ لیں، ترکی میں دیکھ لیں وہاں زیادہ تر یہ نظام پرائیویٹ سیکٹر میں پچھلے دس سالوں میں ترقی کی ہے۔ امید ہے کہ ہم بھی اسی منزل پر جا سکیں گے۔ حافظ صاحب نے جو کہا کہ اسلامائزیشن کا عمل اس پر آئی ایم ایف ورلڈ بنک اور باقی اسلامی ممالک کی رپورٹیں آپ دیکھ لیں سب نے یہ کہا ہے کہ پاکستان نے جتنے اسلامی Islamic modes of financing شروع کئے ہیں دوسرے کسی اسلامی ملک نے شروع نہیں کئے۔ ہمارے پاس اس وقت مختلف قسم کے موڈ آف فنانسنگ ہیں۔ مضاربہ بھی موجود ہے، leasing بھی موجود ہے، مارک اپ سسٹم بھی موجود ہے، شارکہ بھی موجود ہے اور بیشمار قسم کے اس وقت avenues موجود ہیں جس میں ہم نے سودی نظام کا متبادل نظام پیش کیا ہے اور شریعت بل کے تحت ایک کمیشن بنایا ہے جو اس میں مزید پیش رفت کے لئے تجاویز پیش کر رہا ہے اور میں سینٹرز صاحبان سے گزارش کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں ان کو ضرور اپنی تجاویز دیں۔ لیکن ہم صرف ownership تبدیل نہیں کر رہے ہم ایک بنیادی تبدیلی لا رہے ہیں کہ حکومت صرف وہ کام کرے، جو وہ صحیح کر سکتی ہے اور جس طرح ہمارا معاشرہ ہے جس طرح ہمارا سیاسی نظام ہے اس میں کارخانے چلانا روئی یا چاول بر آمد کرنا یا بنک چلانا یہ حکومت کا کام نہیں ہے اور پچھلے سترہ سال میں ثابت ہو گیا کہ یہ کام حکومت صحیح طریقے سے نہیں کر سکتی اس لئے یہ کام ان کو دیا جائے جو یہ بہتر طریقے سے کر سکتا ہے۔

چونکہ اس بات کا اپوزیشن نے پروپیگنڈہ کیا تو یہ سب نے قبول کر لیا کہ یہ سارا کام اس لئے ہو رہا ہے کہ چھ خاندانوں کو مالدار کیا جا رہا ہے۔ خدا کے لئے ایسی پالیسی اور ایسے پروپیگنڈہ کو face value پر قبول نہ کریں۔ اگر کوئی political motive ہے اس کو

تو accept کریں گے لیکن باقی ممبران سے میری گزارش ہے کہ وہ اس پروپیگنڈے کو face value پر accept نہ کریں جو عمل جاری ہے وہ قوم کی بقاء اور ترقی کے لئے بہت ضروری ہے اور مہربانی کر کے اس کو پوری طرح سمجھ لیں پھر اس پروپیگنڈہ کو accept کیا جائے جس طرح ابھی کہا گیا کہ 1400 کروڑ تین خاندانوں نے اس طرح لے لئے کہ فلاں یہ ہو گیا یہ سب غلط پروپیگنڈہ ہے اور اس کی تردید کی جا چکی ہے۔ لیکن جو لوگ صرف سیاسی مقاصد دیکھتے ہیں وہ تردید کو نہیں پڑھتے اسی چارج کو بار بار repeat کرتے جاتے ہیں اور اس سے پھر ایسے نتائج اخذ کرتے ہیں جو ہماری بنیادی پالیسی اور قومی مفادات کی طرف جاتے ہیں اسی طریقے سے میں ایک سوال کے جواب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ supervision اور monitoring کا پورا جو نظام ہے بینکنگ کا بھی مضاربہ کا بھی کوآپریٹوز کا بھی اس کو بہت تقویت دے رہے ہیں یہ عمل ساتھ ساتھ چل رہا ہے اور یہی ہماری ضرورت ہے اور ہماری مثال کو دنیا میں quote کیا جا رہا ہے بلکہ کل ہی ہم نے مضاربہ پر میٹنگ کی ہے اس کا پورا supervision نظام conditions criteria اور سسٹم جو ہے اس پر میں چند دنوں میں انشاء اللہ اعلان کروں گا مضاربہ اور کوآپریٹوز پر اسمبلی کی سفارش پر ایک کمیٹی بنی ہے جو اس نظام کو بہتر کرنے کے لئے تجاویز پیش کرے گی اور سٹیٹ بنک کا بنکوں کو کنٹرول کرنے اور سپروائز کرنے کا رول جو ہے اس کے لئے بھی ہم نے ایک پورا ڈیپارٹمنٹ بنایا ہے جو انشاء اللہ عنقریب کام شروع کر دے گا۔ آخر میں میں گزارش کروں گا ڈی نیشنلائزیشن اور پرائیویٹائزیشن کی پالیسی کافی پیچیدہ پالیسی ہے۔ دنیا بھر میں اس پر ڈیبیٹ ہو رہی ہے ہمارے ہاں بھی اس پر ڈیبیٹ ہونی چاہئے جو خدشات اور رائے پیش کی جا رہی ہے اس پر پوری طرح غور کرنا چاہئے اور ہم ضرور غور کریں گے۔ کوئی بھی پالیسی ایسی نہیں ہوتی جس کے فوائد ہی فوائد ہوں اور نقصان و خدشات نہ ہوں۔ صرف بنیادی بات جو ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے نیشنلائزڈ بنکنگ کا سسٹم جو ہے وہ کامیاب نہیں ہوا ہمیں اب دوسری طرف جانا ہے۔ احتیاط سے جانا چاہئے اس طریقے سے جانا چاہئے کہ اس کا فائدہ چند خاندانوں کو نہ پہنچے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے لئے control or supervision کا نظام صحیح بنایا جائے۔

میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم واقعی نیک نیتی سے خلوص سے اس قومی مفاد کی پالیسی پر عمل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تمام برادر سینٹروں کا یہ فرض ہے وہ اس کو سمجھنے کے لئے جتنی اطلاع ہم سے چاہتے ہیں وہ ہم دینے کے لئے تیار ہیں۔ ہمارے ساتھ کمیٹی میں بیٹھ کر یا سپیشل بریفنگ میں بیٹھ کر ان تمام پہلوؤں کو سمجھ کر اس کے بارے میں رائے پیش کریں اس کو بہتر کیسے بنایا جا سکتا ہے ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ ہر چیز پرفیکٹ ہو سکتی ہے اور اس میں improvement کی گنجائش نہیں ہے تاکہ یہ عمل جو قومی مفاد میں ہے اس کو بہتر سے بہتر طریقے سے کیا جائے اور اس کے وہ مقاصد جو ہمارے سامنے ہیں وہ پورے کئے جا سکیں۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اشتیاق اظہر صاحب کا پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انہوں نے اس اہم موضوع پر یہ موشن پیش کر کے مجھے یہ موقع دیا کہ میں یہ وضاحتیں پیش کر سکوں تاکہ اس پالیسی پر جو آئندہ بحث ہو قومی سطح پر اخبارات میں اور اس پارلیمنٹ میں وہ ان حقائق کی روشنی میں ہو جو بنیادی تقاضے ہیں۔ ان کی روشنی میں ہو اور جو وقتی پروپیگنڈہ اور سیاسی تقاضے ہیں ان کو قومی مفاد اور مقاصد کے اصولوں پر قربان نہ کیا جائے۔ شکریہ !

میڈم ڈپٹی چیئرمین : شکریہ جناب سرتاج عزیز صاحب۔ جناب اشتیاق اظہر صاحب !

جناب اشتیاق اظہر : میڈم چیئرمین ! میں نے جو تحریک پیش کی تھی اس کا کوئی سیاسی مقصد نہیں تھا اور میں نے جو پوائنٹ اٹھائے تھے مجھے بڑا افسوس ہے جناب سرتاج عزیز نے ان کا ذکر نہیں کیا اور میں آخر میں پھر انہی کی بات کہنا چاہتا ہوں سینٹ کی جو سٹینڈنگ کمیٹی فنانس کی ہے اس کے سامنے سارے معاملات لائے جائیں۔ اس میں لین دین ہو اس بات کو بھولنا نہیں چاہئے۔

جناب سرتاج عزیز : میں یہ عرض کر دوں کہ بنکنگ کونسل خود ہی قائم ہو جائے گی جب بنک پرائیویٹائز ہو جائیں تو پھر ان کی بات پوری ہو جائے گی۔

Madam Deputy Chairman: The motion has been discussed. Now, the House is adjourned to meet again tomorrow *i.e.*, 7th November at 10.00 a.m.

[*The House then adjourned to meet again at ten of the clock in the morning on Thursday, November 7, 1991*].

PCPPI—21(96)/Senate—27-10-96—180 Books.